حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ

سیرۃ الرسول ﷺ

ترجمہ

جناب خلیفہ محمد عاقل صاحب

دار الاشاعت

اردو بازار ○ ایم اے جناح روڈ ○ کراچی پاکستان فون: 32631861

سیرۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہٗ

ترجمہ

جناب خلیفہ محمد عاقل صاحب

دار الاشاعت

اردو بازار ○ ایم اے جناح روڈ ○ کراچی پاکستان فون: 32631861

طباعت : جولائی ۲۰۱۴ء علمی گرافکس
ضخامت : 72 صفحات

قارئین سے گزارش

اپنی حتی الوسع کوشش کی جاتی ہے کہ پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمدللہ اس بات کی نگرانی کے لئے ادارہ میں مستقل ایک عالم موجود رہتے ہیں۔ پھر بھی کوئی غلطی نظر آئے تو ازراہ کرم مطلع فرما کر ممنون فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت میں درست ہو سکے۔ جزاک اللہ

.... ملنے کے پتے ....

ادارۃ المعارف جامعہ دارالعلوم کراچی
مکتبہ معارف القرآن جامعہ دارالعلوم کراچی
بیت القرآن اردو بازار کراچی
ادارہ اسلامیات ۱۹۰۔ انارکلی لاہور
بیت القلم اردو بازار کراچی
بیت العلوم اردو بازار لاہور
مکتبہ اسلامیہ امین پور بازار۔ فیصل آباد
مکتبہ رحمانیہ ۱۸ اردو بازار لاہور
مکتبۃ المعارف محلہ جنگی۔ پشاور
مکتبہ سید احمد شہیدؒ اردو بازار لاہور
مکتبہ اسلامیہ گامی اڈا۔ ایبٹ آباد
کتب خانہ رشیدیہ۔ مدینہ مارکیٹ راجہ بازار راولپنڈی

انگلینڈ میں ملنے کے پتے

AZHAR ACADEMY LTD.
54-68 LITTLE ILFORD LANE
MANOR PARK, LONDON E12 5QA

ISLAMIC BOOKS CENTRE
119-121, HALLI WELL ROAD
BOLTON BL 3NE, U.K.

امریکہ میں ملنے کے پتے

MADRASAH ISLAMIAH BOOK STORE
6665 BINTLIFF, HOUSTON,
TX-77074, U.S.A.

DARUL-ULOOM AL-MADANIA
182 SOBIESKI STREET,
BUFFALO, NY 14212, U.S.A

فہرست مضامین

الحمد للہ! اس ناچیز کو اس عظیم تصنیف و تالیف ''سیرت الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' کی تصحیح وتزئین اور قدرے تسہیل اور بقدر ضرورت حواشی وغیرہ کے اضافہ کی خدمت کا شرف حاصل ہوا۔

اے پروردگار عالم! تو اس ناچیز خدمت کو قبول فرما اور ہمارے حق میں بالخصوص مصنف، مترجم اور ناشر کے حق میں اس کو خیر جاری، ذریعہ نجات اور ذخیرۂ آخرت بنا۔

گرچہ یہ ہدیہ نہ میرا قابل منظور ہے پر...... جو ہو مقبول کیا رحمت سے تیری دور ہے

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ۖ إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿١٢٧﴾ وَتُبْ عَلَيْنَا ۖ إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ﴿١٢٨﴾ امین یا رب العلمین

اے پروردگار عالم! اس پر رحم فرما جو اس دعا پر آمین کہے خواہ آہستہ کہے یا آواز سے کہے اور اس کی مغفرت فرما جو ہاتھ اٹھا کر اس ناچیز کو دعاء مغفرت سے یاد کرے اور سورہ فاتحہ اور کم از کم دو تین آیتیں اور ''ماتیسر من القرآن'' پڑھ کر ثواب پہنچائے۔

احقر العباد محمد عابد قریشی غفر اللہ لہ ولوالدیہ ولاساتذتہ

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نذر عقیدت

مصحف کا ایک صفحہ جبیں ہے جناب کی
تقریظ حق نے لکھی ہے اپنی کتاب کی

مصنفین کا دستور ہے کہ اپنی تصنیف کو کسی اپنے بزرگ کے نام پر نامزد کر کے تبرک حاصل کرتے ہیں۔ یہ ناکارہ اپنے سیاہ کیے ہوئے ان اوراق کو بھی مربی حاکم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام مبارک پر نامزد کر کے شفاعت و نجات کا امیدوار ہوتا ہے۔ ع

خاشاک بیں کہ بر دل دریا گذر کند

بندہ محمد عاقل سیکروی

محرم الحرام ۱۳۵۸ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

امابعد! سید الاولین والآخرین امام الانبیاء والمرسلین، محبوب دو عالم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حالات طیبات، آپ کے اخلاق و عادات، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سوانح عمری ایک ایسی چیز ہے کہ کوئی مسلمان اس سے غافل رہ کر مسلمان کہلانے کا مستحق نہیں ہوسکتا، اس لیے ہر زمانہ اور ہر ملک اور ہر زبان میں اس مبارک موضوع پر بڑی چھوٹی کتابیں لکھی گئی ہیں اور ہنوز ع ؎

"ماہمچناں دراولِ وصفِ تو ماندہ ایم" کا عالم ہے۔

اسی سلسلہ کی ایک کڑی قطب عالم، مجدّدِ وقت، محدّث الہند حضرت شاہ ولی اللہ قدس اللہ سرہ کا رسالہ "سرور المحزون" بھی ہے جس کی پوری حقیقت اور خصوصیات کے ادراک کے لیے تو بڑے علم کی ضرورت ہے، لیکن اتنا ہر دیکھنے والا سمجھتا ہے کہ دریا کو ایک کوزے میں بند کردیا ہے۔ کیسا ہی مشغول و کاروباری آدمی ہو اس سے صرف ایک مجلس میں بہت آسانی سے اپنے قلب کو منور کرسکتا ہے۔ اس اختصار کے ساتھ جامعیت کا یہ حال ہے کہ تقریبا ضروری واقعہ کوئی نہیں چھوڑا گیا۔

اس کی فارسی گو مشکل نہیں مگر واقعات کچھ شرح طلب ضرور ہیں۔ اس لیے ناکارہ کو خیال آیا کہ اس کا مختصر ترجمہ اردو میں کردے تاکہ عام اردو خواں مسلمان مرد و عورت، بچے اور بوڑھے اس کتاب کے ذریعے اپنے رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت طیبہ سے ایک حد تک واقف ہوجائیں شاید اس مفت کی خدمت سے نبی

کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوانح نگاروں کی فہرست میں کسی گوشہ پر اس ناکارہ کا نام بھی آجاوے، اور یہی اس کے لیے نجات کا سبب بن جاوے، حق تعالی اس ترجمہ کو بھی اصل رسالہ کی طرح مقبول ومفید بنادے۔ آمین

خصوصیات ترجمہ

[۱] ...... اس ترجمہ میں اگرچہ لفظی ترجمہ کی رعایت نہیں رکھی گئی، لیکن اس کا پورا اہتمام کیا گیا ہے کہ حضرت شاہ صاحب قدس سرہ کے مضمون میں کوئی کمی بیشی نہ ہو اور یہ امانت بجنسہ تمام مسلمانوں تک ان کی زبان میں پہنچ جائے۔

[۲] ...... جس جگہ واقعہ کے اجمال یا کسی اور سبب سے غلط فہمی کا اندیشہ تھا وہاں حاشیہ پر اس کی توضیح کردی گئی ہے۔

[۳] ...... مشکل لغات اور مقامات وغیرہ کے ناموں کی بھی تشریح کردی گئی ہے۔

جو حضرات اس ترجمہ سے فائدہ حاصل کریں وہ میرے استاذ مولانا محمد یٰسین صاحب (سابق مدرس دارالعلوم دیوبند) اور اس ناکارہ کو دعائے خیر میں یاد رکھیں۔

محمد عاقل (رحمۃ اللہ علیہ)

سابق مدرس فارسی دارالعلوم دیوبند

مختصر سوانح

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ

آفتاب رشد و ہدایت حضرت شاہ ولی اللہ ابن مولائی شیخ عبد الرحیم بن شیخ وجیہ الدین رحمۃ اللہ علیہم عربی النسل قریشی خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ آپ کی پندرھویں پشت کے دادا شیخ شمس الدین مفتی رحمۃ اللہ علیہ مقام رہتک میں جو اس وقت معراج ترقی پر پہنچا ہوا تھا مقیم ہوئے اور آپ کی چند نسلیں اسی منصب قضا پر وہیں گزریں، آپ کی ساتویں پشت شیخ محمود نے منصبِ قضا سے کنارہ کش ہو کر ملازمتِ شاہی اختیار فرمائی اور پھر آبائی سلسلہ ہو گیا اخیر میں شیخ وجیہ الدین شہید رحمۃ اللہ علیہ جد امجد حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی ملازم فوجِ شاہی تھے اور غالبا سلسلۂ ملازمت کی وجہ ہی سے دہلی قیام گاہ بنا، غرض حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ جناب مخدومی شیخ صاحب کی دختر نیک اختر کے بطن مبارک سے ۴ شوال سنہ ۱۱۱۴ھ یوم چہارشنبہ بدھ طلوعِ آفتاب کے وقت اپنے ننھیالی قصبہ پھلت (ضلع مظفر نگر) میں تولّد ہوئے اور عمر کی چار منزلیں طے کرنے کے بعد پانچویں سال قرآن مجید پڑھنے کے لیے آپ کو مکتب میں بٹھا دیا گیا۔ اس ہونہار فرزند نے ساتویں سال ہی قرآن مجید ختم کر لیا اور ضروری ارکان و فرائض بھی اسی مختصر زمانہ میں ساتھ ساتھ ہی سیکھ لیے، ابھی ساتواں سال بھی ختم نہیں ہوا تھا کہ فارسی کی کتابیں شروع کرادی گئیں، ایک ہی سال میں فارسی درسی کتب سے فراغت حاصل کر کے عربی صرف و نحو کے مسائل میں مشغول ہو گئے۔ اور جب دسویں سال میں قدم رکھا تو اس وقت آپ شرح ملا

جامی پڑھتے تھے۔ مختصر یہ کہ تیرہ سال کی عمر میں یہ با کمال علم کی معراجِ کمال پر پہنچ گیا اور قلیل مدت اور چھوٹی سی عمر میں وہ کمال اور ملکہ پیدا کیا کہ آپ کا شمار اہلِ کمال کے زمرہ میں ہونے لگا۔

چودھواں سال شروع ہی تھا کہ آپ کے والد ماجد نے آپ کی شادی کر دی۔[1]

اور اسی سال دستار فضیلت آپ کے فرقِ مبارک پر رکھ کر درسِ عالم کی اجازت فرما دی، آپ نے اجازت وسند حاصل کرنے کے بعد بغیر امدادِ استاد کتب بینی شروع کر دی اور اس میں اس قدر منہمک ہوئے کہ رات دن مطالعہ میں مشغول رہتے اور بقدر ضرورت کھا پی لیا کرتے، سترہویں سال کی ابتدا ہی تھی کہ والد ماجد کا وصال ہو گیا، ان کے انتقال کے بعد آپ نے کتبِ دینیہ وعقلیہ کا درس دینا شروع کیا اور ہر علم میں شہرۂ آفاق اور علماً وعملاً مُسلَّم الثبوت اُستاد مان لیے گئے، بڑے بڑے ماہرین فن آپ کی شاگردی کو مایۂ فخر سمجھنے لگے مدرسۂ رحیمیہ میں جس کی بنیاد آپ کے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ ڈال گئے تھے پورے بارہ برس کامل انہماک کے ساتھ درس وتدریس میں مشغول رہنے کے بعد ۱۱۴۳ھ میں زیارتِ حرمین شریفین سے مشرف ہوئے اور کامل ایک سال مجاورتِ مکۂ مکرمہ سے سعادت اندوز رہے اور آرام گاہِ سرکارِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجاورت سے وہ فیوض اور برکات حاصل کیے کہ۔ ع

دلِ اُوْ دَاندوَ اُوْ دَاند و دَاند دلِ اُو

---

[1] روایات سے پتہ چلتا ہے کہ شاہ صاحب کی شادی مولانا شاہ عبدالحئی بڈھانوی کے خاندان میں ہوئی اور وہاں پر آپ کے چھوٹے صاحبزادے محمد جی کا مزار بھی ہے، نیز پتہ چلتا ہے کہ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے چند سال قصبہ بڈھانہ میں میں درس حدیث بھی دیا ہے۔ ۱۲۔

ان واقعات کی تکمیل کے بعد عرب کے بڑے علماء اور صلحاء شیخ ابو طاہر قدس سرہٗ شیخ محمد وفداللہ بن محمد بن سلمان اور شیخ احمد شناوی و شیخ احمد قشاشی و سید عبدالرحمن ادریسی مشہور بہ محجوب و شیخ شمس الدین محمد بن علاء یاملی و شیخ عیسیٰ جعفری مغربی و شیخ ابراہیم کردی۔ وغیرہ سے سنداتِ حدیث اور خرقۂ صوفیہ حاصل فرمائے اور ۱۱۴۴ھ میں مکرر ارکان حج ادا فرما کر ۱۱۴۵ھ میں وطنِ مالوف کی طرف رجعت فرمائی۔[۱]

اور ۱۴ رجب روزِ جمعہ رونق افروزِ دہلی ہوئے اور اپنے سابقہ مشغلۂ تدریس میں مشغول ہوگئے۔ غرض یہ کہ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا علومِ متداولہ میں وہ پایہ ہے جس کا بیان کرنا طاقت انسان سے باہر ہے، اور فنون عقلیہ میں وہ دستگاہ حاصل تھی کہ دوسروں کو اس کا عشرِ عشیر بھی نصیب نہ تھا اور فن حدیث میں تو مقتدائے عصر مجتہدِ زمانہ شمار کیے جاتے تھے۔ آپ کے علم و عمل کا شہرہ ہندوستان سے لے کر عرب و عجم تک آپ کی ہردلعزیزی کا سبب بنا ہوا تھا۔ آپ کی درسگاہ علمِ حدیث و تفسیر کا مخزن اور حنفیہ فقہ کا سرچشمہ تھا۔

مختصر یہ ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ ہی کی وہ ذاتِ والا صفات ہے جس کے سبب سے ہندوستان میں علم کے دریا نے جاری ہو کر تمام ملکوں کو سیراب کیا اور کر رہا ہے۔ آپ نے فارسی اور عربی زبانوں میں مختلف فنون کی کتابیں تصنیف فرمائیں جو اپنی نظیر آپ ہیں، اکیاون (۵۱) کتابوں کی فہرست مؤلف حیاتِ ولی نے شمار کرائی ہے۔

جس طرح آپ علمِ ظاہری میں مجتہدِ وقت اور فخرِ عصر تسلیم کر لیے گئے تھے اسی طرح علمِ باطنیہ میں بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مرتبہ بے حد بلند تھا، چنانچہ آپ کے

---

[۱] روایات سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ قصبہ پھلت ضلع مظفر نگر جو آپ کی ننھیال تھی، عرصہ تک مقیم رہے اور اسی کو اصل وطن قرار دیا ۱۲۔

والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ نے جہاں سترہویں سال درس وتدریس کی اجازت مرحمت فرمائی تھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی استعدادِ باطنیہ کو دیکھ کر بیعتِ ارشاد کی اجازت بھی عطا فرمادی تھی، جس طرح آپ نے کاملینِ فن سے تحصیلِ کمال کیا تھا، اسی طرح آپ نے صوفیائے کرام کے خاص خاص کاملین کو چن کران کی صحبت میں عرفان کے اعلیٰ مدارج بھی طے کر لیے تھے، اور منجملہ ان کے جب شیخ ابو طاہر مدنی نے روایت حدیث سے معزز فرمایا تو آپ کو اپنے خرقۂ مبارک سے بھی زینت دی جو تمام صوفیوں کے خرقوں کا حاوی اور جامع تھا، آپ طُرقِ اربعہ یعنی نقشبندیہ، قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ کے ساتھ مساوی نسبت رکھتے تھے، ۱۱۷۶ھ میں تریسٹھ ویں سال چند روز معمولی بیمار رہ کر عازمِ سفرِ آخرت ہوئے، اور پرانی دہلی میں جو مہندیوں کے نام سے مشہور ہے اس جگہ آپ کا مدفن ہے، اس کی داہنی طرف آپ کے والد ماجد شاہ عبدالرحیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور بائیں طرف فرزند رشید حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک ہے۔

آپ نے چار فرزند مشہور اور نامور چھوڑے:

۱ ...... حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ

۲ ...... حضرت شاہ رفیع الدین رحمۃ اللہ علیہ

۳ ...... حضرت شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ

۴ ...... حضرت شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شکر ہے خدائے بزرگ وبرتر کا جو عطا کے دروازوں کا کھولنے والا اور سچائی کے خلعتوں والا ہے اور درود اور سلام پیغامبر عالی مقام جناب محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جو متلاشیانِ راہ ہدایت کے لیے ہادئ اعظم اور حدِ فرمان سے گزرنے والوں پر خدائی حجت ہیں اور درود وسلام آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آلِ مکرم اور اصحابِ محترم رضی اللہ عنہم پر جنہوں نے تا قیامت سنت کو زندہ فرمایا۔

وجہ تصنیف:...... فقیر ولی اللہ بن عبد الرحیم دہلوی (اللہ تعالیٰ ان دونوں کا دنیا اور آخرت میں کفیل ہو) عرض کرتا ہے کہ بعض مخلص احباء[1] اور بزرگ عقلاء نے (توفیق دے اللہ ان کو اپنے پسندیدہ کاموں کی اور ان سے راضی ہو اور بنادے ان کا ٹھکانہ درجات عالیہ میں) نور العیون فی تلخیص سیر الامین المامون مؤلفہ علامۂ زمان شیخ ابو الفتح محمد بن محمد المشتہر بسید الناس قدس سرہ کے ترجمہ کی خواہش ظاہر کی، تعمیل کے سوا چارہ نہ دیکھا۔

بعض مواقع میں مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے کسی ضعیف روایت کو اختیار کرلیا تھا، یا اسی قسم کے دوسرے اسباب کی وجہ سے کچھ تغیُّر وتبدُّل کرنا پڑا، اللہ میری اور ان کی طرف سے اس کو قبول فرمائے اور اپنی ذات کریم کے لیے اس کو خالص بنائے، اس لیے کہ وہ قریب ہے اور دعاؤں کا قبول کرنے والا اور مہربان اور رحیم ہے۔ اور میں نے اس کا نام سرور المحزون فی ترجمہ نور العیون رکھا ہے اور احقر مترجم نے اس کا نام طباعت اول میں ظہور المحزون رکھا تھا جو بوجہ تفہیم عوام ''سیرت الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' کردیا۔

---

[1] مثلاً: مرزا جانجاناں قدس سرہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نسب نامہ

حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سلسلۂ نسب یہ ہے:

محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قُصَیّ بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان، یہاں تک آپ کا نسب متفق علیہ ہے اور اس کے بعد حضرت آدم علیہ السلام تک بہت اختلاف ہے۔

اور والدہ ماجدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمنہ بنت وہب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب بن مرہ ہیں۔

ولادت باسعادت:......جس سال واقعہ اصحاب فیل[1] پیش آیا اسی سال ماہ ربیع اول بروز پیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت ہوئی۔[2]

جمہور کے نزدیک یہی قول صحیح ہے، البتہ تاریخ ولادت کی تعین میں اختلاف ہے، بعض نے دوسری، بعض نے تیسری اور بعض نے بارہویں تاریخ بیان کی ہے، نیز اس کے علاوہ اور اقوال بھی ہیں۔

---

[1] اصحابِ فیل کا واقعہ یہ ہے کہ ابرہہ بادشاہ حبشہ نے اپنے یہاں ایک نقلی کعبہ صنعا (یمن) میں بنایا تھا اس کی عظمت بڑھانے کے لیے بیت اللہ کو منہدم کرنے کے واسطے اپنی بے شمار فوج اور بہت سے ہاتھیوں سے حملہ آور ہوا، اللہ تعالیٰ نے اس کی فوج کو ابابیل کے ذریعہ ہلاک کر دیا۔

[2] حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت کی ولادت کے بعد آسمان سے ایک سفید بادل اترا اور اس بادل نے آنحضرت کو اٹھالیا اور میری آنکھوں سے غائب ہو گئے اور میں نے ایک آواز سنی کہ کوئی کہتا ہے کہ انکو مشرق و مغرب کی تمام حدود میں پھراؤ تا کہ سب انکو مع صفات کے پہچان لیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شبِ ولادت میں کسریٰ کے محل میں ایسا زلزلہ آیا کہ اس کی آواز تک سنائی دی، اور چودہ کنگرے محلِ کسریٰ کے گر پڑے، اور آتش کدۂ فارس کی آگ جو ہزار سال سے روشن تھی بجھ گئی اور چشمۂ ساوہ [1] خشک ہوگیا۔

رضاعت وطفولیت: ......حلیمہ بنت ابی ذویب نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دودھ پلایا۔ [2] حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کے پاس رہنے کے زمانے ہی میں (دو فرشتوں) نے حضور علیہ السلام کا سینہ اقدس شق کر کے نصیبِ شیطان جدا کر کے دانشِ ایمان سے لبریز کیا۔ چندروز ابولہب کی باندی ثویبہ [3] نے بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دودھ پلایا۔ [4]

---

[1] ساوہ: عراق عجم میں ایک شہر کا نام ہے اس میں ایک نہر تھی جس میں آتش پرست ولادت کے وقت اپنے بچوں کو نہلایا کرتے تھے ١٢۔ (قرۃ العیون صفحہ ۴۲ جلد اول)

[2] تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ سب سے پہلے تین یوم والدہ ماجدہ رضی اللہ عنہا نے دودھ پلایا اور پھر کچھ عرصہ بعد حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا نے، بعد ازاں حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا اپنے ہمراہ لے گئیں، آپ ایک داہنی پستان سے دودھ نوش فرماتے اور بائیں پستان اپنے رضاعی بھائی عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابن الحرث فرزند حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کے لیے چھوڑ دیتے اور حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کی صاحبزادی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کھلایا، بہلایا کرتی تھیں (قرۃ العیون: صفحہ ۵۲، ۵۳ جلد اول)

[3] ثُویبہ: بعض اردو کتب میں املاء وکتابت کی غلطی کی بنا پر یہ نام "ثوبیہ" درج ہے، صحیح نام "ثویبہ" ہے، اصلاح کر لی جائے۔ احقر العباد محمد عابد قریشی غفر اللہ لہ، فاضل جامعہ دار العلوم کراچی

[4] شق سینہ کا واقعہ یہ ہے کہ ایامِ رضاعت کے بعد حضرت حلیمہ حضور کو والدہ ماجدہ کی خدمت میں پہنچا آئیں، مگر آپکی خیر و برکت کی وجہ سے (جس کا وہ مشاہدہ کر چکی تھیں) واپس لے آئیں، دوبارہ تشریف آوری کے دو تین مہینہ بعد یہ واقعہ پیش آیا (قرۃ العیون، صفحہ ۵۴) شق صدر چار مرتبہ ہوا ہے، پہلی مرتبہ جبکہ آپ صغر سن تھے، دوسری مرتبہ جبکہ سن مبارک دس برس کا تھا، تیسری مرتبہ عطائے نبوت کے وقت تاکہ تحمل وحی ہو سکے، چوتھے لیلۃ القدر میں (قرۃ العیون ص ١١ جلد اول)

ف:...... ہر انسان میں خلقتاً دو مادے ہوتے ہیں، جن میں سے ایک کے ذریعہ ملکوتی آثار قبول کرتا ہے اور دوسرے سے شیطانی اثرات، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسمِ اطہر سے وہ مادّہ جدا کر دیا گیا جو شیطانی اثرات قبول کرنے کا سبب ہوتا ہے۔

اور پرورش آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمّ ایمن حبشیہ نے فرمائی جن کا نام برکہ تھا اور جو آپؐ کو اپنے والد ماجد سے میراث میں ملی تھیں، جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جوان ہوئے ان کو آزاد کر دیا اور زید بن الحارثہؓ سے نکاح کر دیا اور ابھی تک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت بھی نہ ہونے پائی تھی کہ والد ماجد کا انتقال ہوگیا، بعض کہتے ہیں کہ والد کے انتقال کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر دو مہینے اور بعض لکھتے ہیں کہ سات مہینے کی اور بعض کہتے ہیں دو سال چار مہینے کی تھی۔ اور جس وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ ماجدہ کا انتقال ہوا اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر بعض کے نزدیک چھ سال کی تھی۔

حضور علیہ السلام کی پرورش آپ کے دادا عبدالمطلب [۱] نے فرمائی اور جس وقت عمر شریف آٹھ سال دو ماہ دس یوم کی ہوئی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دادا عبدالمطلب نے بھی وفات پائی اور اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پرورش کے کفیل ابو طالب ہوئے۔ [۲]

اور جب عمر شریف بارہ سال دو ماہ دس روز کی ہوئی، اپنے عمِ محترم ابو طالب کے ہمراہ ملکِ شام کا سفر کیا، جب شہرِ بصریٰ میں پہنچے، بحیرا راہب [۳] نے بعض

---

[۱] آپ کے دادا بے حد آپ سے شفقت فرماتے تھے، آپ جب چاہتے ان کے پاس چلے جاتے اور ان کی مسند پر جا بیٹھتے جس پر وہ کسی کو نہ بیٹھنے دیتے تھے (قرۃ العیون، ص ۵۶ ج ۱)

[۲] ابو طالب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حقیقی چچا ہیں، آپؐ کی پرورش کے کفیل ہونے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بغیر کھانا نہ کھاتے تھے، چونکہ عیالدار تھے اور متمول (مالدار) بھی نہ تھے، جب کبھی آپؐ دستر خوان پر شریک نہ ہوتے تو سیر بھی نہ ہوتے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے سیراب ہو جایا کرتے تھے۔ (قرۃ العیون، ص ۵۵۷)

[۳] راہب: آتش پرستوں یا نصاریٰ کے پیشوا کو کہتے ہیں۔

علامتوں سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہچان لیا، تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے حاضر ہوا اور دستِ اقدس پکڑ کر کہا کہ یہ رسولِ رب العالمین ہے، اللہ تعالیٰ ان کو مرتبۂ نبوت عطا فرمائے گا، تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اہل عالم کے لیے رحمت ہوں، اور جس وقت آپ یہاں تشریف لائے تمام شجر وحجر آپ کے لیے سر بسجود ہو گئے، اور شجر و حجر سوائے پیغمبر کے کسی کو سجدہ نہیں کرتے (اس سے پہچانا گیا کہ آپ رسول ہیں) نیز میں اپنی کتابوں میں ان کی صفات پاتا ہوں۔

ف:...... یہ سجدہ ایک معنوی سجدہ تھا، جو انسانی سجدہ سے بالکل جدا ہے، علاوہ ازیں شجر وحجر ذوی العقول اور مکلف نہیں، ان کے سر بسجود ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ انسان کے لیے بھی سوائے خدا کے کسی کو سجدہ کرنا جائز ہو، خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امت کے لیے اپنے آپ کو سجدہ کرنے سے قطعی ممانعت فرمادی ہے (مشکوٰۃ شریف)

بحیرا نے ابوطالب سے کہا کہ اگر حضور علیہ السلام کو آپ شام لے جائیں گے تو یہود آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شہید کردیں گے، لہٰذا ابوطالب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مکہ مکرمہ واپس فرمادیا۔

دوبارہ سفرِ شام:...... کچھ عرصہ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ کی ایک متمول (مال دار) خاتون خدیجہ رضی اللہ عنہا کا مال فروخت فرمانے کے لیے ان کے غلام میسرہ کو ہمراہ لے کر دوبارہ ملک شام تشریف لے گئے اور اس وقت حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا حضور علیہ السلام کے عقد (نکاح) میں نہ آئی تھیں۔

جس وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شام میں داخل ہوئے تو ایک راہب[1] کے حجرے کے

---

[1] اس راہب کا نام سطورا تھا۔ ۱۲

قریب ایک درخت کے نیچے فروکش (قیام فرما) ہوئے۔ اس راہب نے کہا کہ اس درخت کے نیچے سوائے پیغمبر کے کبھی کوئی قیام پذیر نہیں ہوا۔

میسرہ کا بیان ہے کہ دوپہر کے وقت جب کہ گرمی شدید ہوتی تو دو فرشتے آ کر آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سایہ کیا کرتے تھے۔

عقدِ خدیجہ رضی اللہ عنہا:...... اس سفر سے واپسی پر جب آپ کی عمر مبارک پچیس سال دو ماہ دس روز ہوئی تو حضرت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا[1]

اس بارے میں اس کے علاوہ اور بھی روایات ہیں۔

تعمیر کعبہ:...... پینتیس سال کی عمر میں تعمیرِ کعبہ[2] میں شرکت فرمائی اور دستِ اقدس سے حجرِ اسود رکھا۔

عطائے نبوتؐ

جب آپ علیہ السلام کی عمر چالیس سال ایک روز ہوئی اللہ تعالی نے (فرماں برداروں کو)

---

[1] نکاح کرنے کی وجہ یہ ہوئی کہ جب سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سفر سے واپس تشریف لائے تو دوپہر کا وقت تھا اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا چند عورتوں کے ساتھ چھت پر بیٹھی ہوئی تھیں، دو پرندوں (جو فرشتے تھے) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرقِ مبارک پر سایہ کیے ہوئے تھے دیکھا، میسرہ سے دریافت کیا تو اس نے جس قدر حالات سفر میں مشاہدہ کیے تھے بیان کیے، خدیجہ رضی اللہ عنہا کو حضورؐ سے عقد کرنے کی خواہش ہوئی اور امیہ بنت نفیسہ کو آپ کی خدمت میں پیغام دے کر بھیجا آپ راضی ہو گئے، دوسری روایت یہ ہے کہ خود حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیغام دیا تھا، ۱۲ (قرۃ العیون ص ۶۱ ج ۱)

[2] یہ تعمیر کعبہ آٹھویں مرتبہ تھی سب سے پہلے فرشتوں نے بنایا، پھر آدم علیہ السلام نے، تیسری مرتبہ شیث علیہ السلام نے اور چوتھی مرتبہ حضرت خلیل اللہ علیہ السلام نے اور پانچویں مرتبہ عمالقہ نے چھٹی مرتبہ جرہم نے ساتویں مرتبہ قصی بن کلاب نے آٹھویں مرتبہ قریش نے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک میں (قرۃ العیون، ص ۶۳ ج ۱)

خوشخبری اور (نافرمانوں کو) ڈرانے کی صفات کے ساتھ منصبِ نبوت عطا فرمایا۔

ف:......عام قانونِ قدرت یہی ہے کہ نبوت چالیس سال کے بعد عطا کی جاتی ہے، تمام انبیاء علیہم السلام کو چالیس سال ہی کی عمر میں نبوت عطا ہوئی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ظاہری طور پر منصبِ نبوت اس عمر میں عطا ہوا، اگر چہ حقیقۃً یہ عہدۂ جلیلہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت آدم علیہ السلام سے بھی پیشتر مل چکا تھا، جس کا تذکرہ معتبر احادیث میں ہے۔

آپ علیہ السلام غار حرا میں جا کر کئی کئی دن قیام فرمایا کرتے تھے، وہیں پر پہلی وحی نازل ہوئی اور غارِ حرا میں حضرت جبرائیلؑ نے حاضر ہو کر فرمایا: اقرأ یعنی پڑھیے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب دیا کہ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جبرائیل علیہ السلام نے مجھ کو لپٹا لیا جس سے مجھ کو تکلیف ہونے لگی، پس مجھ کو چھوڑ دیا، اور پھر دوبارہ کہا: اقرأ میں نے پھر کہا میں خواندہ نہیں ہوں، پھر مجھ کو لپٹایا، اور تیسری مرتبہ کہا: إِقْرَأْ بِاسْمِ تا مَالَمْ يَعْلَمْ اور یہی ابتدائے نبوت تھی۔

بعض کے نزدیک یہ واقعہ آٹھویں ربیع الاول بروز دوشنبہ (پیر) پیش آیا اس کے بعد حضور علیہ السلام نے احکامِ خداوندی کا اعلان بابانگ دہل (بلاخوف وخطر) فرمایا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قوم کی خیر خواہی حد درجہ فرماتے تھے، لیکن اہل مکہ اپنی نادانیوں کی وجہ سے ایذائیں پہنچاتے تھے، یہاں تک کہ ایک پہاڑ کی ایک گھاٹی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مع اہل بیت کے محصور کر دیا گیا اور تین سال سے کچھ کم اس محاصرے سے باہر تشریف لائے تو اس وقت عمر شریف انچاس سال تھی۔

اس محاصرے سے باہر آنے کے آٹھ مہینے اکیس یوم بعد جناب ابوطالب کا

انتقال ہوگیا اور ان کے تین یوم بعد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے وفات پائی۔[1]

اور جس وقت عمرِ مبارک پچاس سال تین ماہ ہوئی تو نصیبین[2] کے جن خدمت میں حاضر ہوکر مشرف بہ اسلام ہوئے، اور جس وقت عمر مبارک اکیاون سال نو مہینے کی ہوئی، اللہ تعالیٰ نے معراج سے مشرف فرمایا، زمزم اور مقامِ ابراہیم کے درمیان اول بیت المقدس تشریف لے گئے اور وہاں سے براق میں سوار ہوکر آسمانوں پر جلوہ فگن ہوئے، اور وہیں پانچوں نمازیں فرض ہوئیں۔

اور جب عمر شریف ترپن سال کی ہوئی، آٹھویں ربیع الاول یوم دوشنبہ (پیر) کو مکہ مکرمہ سے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت فرمائی اور دوشنبہ[3] کے دن مدینہ منورہ میں داخل ہوئے اور وہاں دس سال قیام فرمانے کے بعد وفات پائی۔

تاریخ ہائے مذکورہ میں علماء کے مختلف اقوال ہیں جو بڑی بڑی کتابوں میں درج ہیں۔

غزوات

اس مدت میں کل پچیس یا ستائیس غزوے ہیں، جن میں سے غزوۂ بدر، احد، خندق، قریظہ، بنی مصطلق، خیبر، طائف، سات غزووں میں جنگ کی نوبت آئی، اور ایک روایت یہ بھی ہے کہ وادی القریٰ، غابہ، بنی نضیر میں جنگ واقع ہوئی، اور

---

[1] آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان دونوں رفیقوں کی وفات سے سخت صدمہ ہوا اور اس سال کو عام الحزن یعنی غم کا سال فرمایا، ۱۲

[2] نصیبین ایک شہر کا نام ہے اور ان جنوں کی تعداد نو یا سات تھی جن میں سے پانچ کے نام یہ ہیں:
① ...... منشی ② ...... ناشی ③ ...... مشاصر ④ ...... ماضر ⑤ ...... حقب (قرۃ العیون، ص ۶۲ ج ۱)

[3] یعنی اس سفر کی ابتدا جیسے روزِ دوشنبہ ہوئی تھی درمیانی کئی ہفتے گزار کر اختتام سفر بھی اسی روزِ مبارک میں واقع ہوا۔ ۱۲

پچاس بعوث کی نوبت آئی، اور بعث[1] اس مہم کو کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی جانب لشکر بھیج دیا ہو اور خود بہ نفس نفیس اس میں شرکت نہ فرمائی۔

حج اور عمرے

حجۃ الوداع کے لیے دولت کدہ (گھر) سے بروز دوشنبہ (پیر) روانگی ہوئی، کنگھا کیا، تیل لگایا اور خوشبو جسم اقدس پر مَلی (بعدازاں) ذوالحلیفہ[2] میں قیام فرمایا اور رات وہیں گزاری اور (اس موقع پر) ارشاد فرمایا کہ میرے پروردگار کی جانب سے پیغام آیا ہے کہ اس وادئ مبارک میں نماز ادا کرو اور مجھ کو حکم دیا ہے کہ (عمرۃ فی حجۃ جس کا معنی یہ ہیں کہ) حج اور عمرہ دونوں کی نیت کرو۔ فقہ کی اصطلاح میں اس (حج وعمرہ کے جمع کرنے) کو قِران کہتے ہیں۔

پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دونوں کا احرام باندھا اور اتوار کے دن صبح کے وقت کوہِ کدا کی جانب سے داخلِ مکہ معظّمہ ہوئے اور طوافِ قدوم فرمایا۔

ف: ......طوافِ قدوم وہ طواف ہے جو حجاج مکہ میں داخل ہونے کے وقت کرتے ہیں اور یہ طواف واجب ہے۔

اور اس طواف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تین مرتبہ دوڑ کر اور چار مرتبہ آہستہ چلے اور اس کے بعد صفا (پہاڑی) کی جانب باہر تشریف لائے اور سوار ہو کر وسطِ وادی[3] میں دوڑے۔ اور جو لوگ اپنے ہمراہ قربانی (کا جانور) نہیں لائے ان کو

---

[1] بعوث: کو سریہ بھی کہتے ہیں۔ ۱۲

[2] ذوالحلیفہ: مدینہ طیبہ سے تقریباً تین میل کے فاصلہ پر ایک مقام ہے۔

[3] وسط وادی: یہ وادی صفا اور مروہ کے درمیان واقع ہے جہاں حجاج سعی کے سات چکر کرتے ہیں اور ایک خاص مقام پر دوڑ کر چلتے ہیں۔

حکم فرمایا کہ وہ حج کی نیت فسخ کردیں اور عمرے کو تمام کریں۔

(بعدازاں) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کوہِ حجون کی بلندی کی جانب سے نزول فرمایا۔

آٹھویں ذی الحجہ کو (جس کو یوم ترویہ کہتے ہیں) منیٰ میں تشریف لے گئے، وہاں ظہر، عصر اور مغرب وعشاء کی نمازیں ادا فرمائیں اور رات بھی وہیں گزاری اور نمازِ صبح ادا کرنے کے بعد آفتاب طلوع ہونے پر عرفات کی جانب روانہ ہوگئے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پہنچنے سے پہلے وادیٔ نمرہ میں جو کہ وادیٔ عرفات میں واقع ہے خیمہ قائم کردیا گیا، اس خیمہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قیام فرمایا اور دوپہر کے بعد خطبہ ادا فرمایا اور نماز ظہر اور عصر ایک اذان اور دو اقامت سے باجماعت ادا فرمائی۔

اس کے بعد موقف (جبل الرحمۃ) کی جانب جو کہ عرفات کے وسط میں واقع ہے روانہ ہوگئے اور وہاں سے غروبِ آفتاب کے بعد مزدلفہ کی جانب روانہ ہوئے، رات کو وہیں (مزدلفہ میں) قیام پذیر رہے اور بعد نماز صبح مشعر الحرام کی جانب کوچ فرمایا اور روشنی پھیل جانے کے بعد طلوع آفتاب سے پہلے منیٰ کی جانب روانہ ہوئے اور جمرۃ العقبہ میں سات کنکریاں پھینکیں، اور تینوں جمرہ پر ایامِ تشریق میں پیدل سات سات کنکریاں پھینکتے تھے، اور ابتدا اس جمرہ سے فرماتے تھے جو کہ خیف[1] کے متصل ہے۔

خیف نشیبی زمین کو کہتے ہیں اور یہاں سے مراد وہ جگہ ہے جہاں مسجد منیٰ واقع ہے۔

پھر جمرہ درمیانی پر اور پھر جمرہ عقبہ[2] پر کنکریاں پھینکتے تھے۔

---

[1] خیف: اور اسی کو جمرۂ اولیٰ کہتے ہیں، ۱۲

[2] جمرۂ عقبہ: آخری جمرہ کو کہتے ہیں جو مکہ کی جانب واقع ہے، ۱۲

جمرہ اولیٰ اور ثانیہ پر دعا طویل فرماتے تھے۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایام منیٰ کے قیام کے پہلے ہی دن قربانی ادا فرمائی۔

بعد ازاں حرم شریف میں داخل ہو کر سات مرتبہ طواف [۱] فرمایا۔

اور وہاں سے سقایہ میں تشریف لے گئے۔

(سقایہ وہ مقام ہے جہاں حجاج کو پانی پلانے کے لیے آبِ زمزم جمع کیا جاتا ہے)

اور آب زمزم طلب فرما کر نوش فرمایا، اور پھر منیٰ میں لوٹ آئے۔

تشریق کے تیسرے روز کوچ فرمایا اور مقام محصب [۲] میں قیام پذیر ہوئے۔

اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو حکم فرمایا کہ مقام تنعیم [۳] سے احرام باندھ کر تعمیل عمرہ فرمائیں۔ بعد ازاں لشکر کو کوچ کرنے کا حکم دیا اور طوافِ وداع [۴] فرما کر مدینہ کی جانب روانہ ہو گئے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چار عمرے [۵] ادا فرمائے جو ذی قعدہ کے مہینہ میں ادا ہوئے۔

---

[۱] طواف: یہ طواف فرض تھا جس کو "طوافِ زیارت" بھی کہتے ہیں، ۱۲

[۲] محصّب: منیٰ اور مکہ معظمہ کے درمیان ایک مقام، ۱۲

[۳] تنعیم: حدودِ حرم میں ہے بیت اللہ کے قریب ترین ایک مقام کا نام ہے، ۱۲

[۴] طواف وداع کو طواف صدر بھی کہتے ہیں اور یہ وہ طواف ہے جو حجاج واپسی کے وقت کرتے ہیں اور یہ بھی واجب ہے، ۱۲

[۵] عمرہ مثل حج کے ایک عبادت ہے، جو احرام باندھ کر ادا کیا جاتا ہے۔ فرق اتنا ہے کہ حج فرض ہے عمرہ فرض نہیں اور حج کے لیے ایام معین ہیں اور عمرہ ہر وقت کیا جا سکتا ہے عمرہ میں صرف طواف وسعی ہوتے ہیں باقی ارکان حج نہیں ہوتے، ۱۲

حلیۂ اقدس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میانہ قد، سفید رنگ مائل بہ سرخی اور قدرے فراخ سینہ تھے۔

* ...... بال مبارک کان کی لو تک دراز تھے اور سفید نہ ہوئے تھے اور کل بیس بال سر اور داڑھی میں سفید چمک دار تھے۔

* ...... روئے انور (چہرہ انور) چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا تھا۔

* ...... سجیلا اور معتدل جسم تھا، خاموشی کے وقت رعب اور جلال برستا تھا اور گویائی کے وقت لطف اور لطافت ٹپکتی تھی۔ جو شخص حضور علیہ السلام کو دور سے دیکھتا پیکرِ حسن و جمال سمجھتا اور جو قریب سے دیکھتا ملاحت اور شیرینی محسوس کرتا۔

* ...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شیریں گفتار، کشادہ پیشانی، دراز و باریک ابرو غیر پیوستہ اور بلند بینی، نرم رخسار، کشادہ دہن تھے۔

* ...... دونوں شانوں کے درمیان مہرِ نبوت تھی۔

ف:...... مہرِ نبوت دونوں شانوں کے درمیان کچھ گوشت مبارک اُبھرا ہوا تھا، جس کے چاروں طرف تل تھے، اور جسم کی رنگت سے کسی قدر زیادہ سرخی لیے ہوئے تھا۔ (اور یہ مہر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کی علامت تھی)

* ...... ایک مداح کا بیان ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مثل آپ سے پہلے اور آپؐ کے بعد کوئی شخص نہیں دیکھا گیا۔

اسمائے صفاتیہ:...... حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میرا نام: محمد، احمد اور ماحی ہے، یعنی میرے سبب سے اللہ تعالیٰ کفر کو نابود (ختم) کر دے گا اور میرا نام حاشر ہے کہ تمام لوگوں سے پہلے محشور کیا جاؤں گا، یعنی قبر سے اٹھایا جاؤں گا

اور عاقب ہے، یعنی کوئی نبی میرے بعد نہ ہوگا۔

* ......ایک دوسری روایت میں مقفی [۱]، نبی التوبہ، نبی الرحمۃ اور نبی الملحمہ [۲] اسماء بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مذکور ہوئے ہیں۔

* ......اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بشیر ونذیر، رؤف ورحیم، رحمۃ للعالمین، محمد واحمد، طٰہٰ ویٰسین، مزمل ومدثر اور عبد آیت (سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا) اور عبداللہ آیت (اَنَّہٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُاللّٰہِ یَدْعُوْہُ) میں اور منذر آیت (اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرٌ) میں اسماء سے ملقب فرمایا ہے۔ علماء نے کچھ اور بھی اسماء مبارک ذکر فرمائے ہیں، یہ تمام اسمائے مبارکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسمائے صفاتیہ ہیں۔ [۳]

حضور علیہ السلام کے اخلاق: ......حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق کے متعلق حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا گیا، فرمایا کہ حضور علیہ السلام کا خلق قرآن مجید ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ناراضگی اور خوشنودی قرآن کے موافق تھی۔ [۴]

* ......اپنی وجہ سے کسی پر ناراضگی نہ ہوتی تھی اور نہ بدلہ لیتے تھے، لیکن جب کہ حقوقِ خداوندی ضائع کیے جاتے تو محض خدا کے لیے انتقام لیتے تھے اور جب حضور علیہ السلام غصہ فرماتے تھے کوئی غصہ کی تاب نہیں لاسکتا تھا۔

* ......ذات سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے زیادہ شجاع اور سب میں زیادہ

---

[۱] مقفی کے وہی معنی ہیں جو عاقب کے ہیں، ۱۲

[۲] نبی الملحمہ جہاد والے نبی کو کہتے ہیں، ۱۲

[۳] یہ تمام اسمائے مبارکہ "دلائل الخیرات" [نامی کتاب] میں جمع کر دیے گئے ہیں، ۱۲

[۴] یعنی قرآن مجید میں جن لوگوں پر اظہار خوشی کیا گیا ہے ان سے خوش ہوتے تھے، اور جن پر ناراضگی کا اظہار ہے ان سے ناخوش، ۱۲

سخی تھی۔ کبھی اتفاق نہیں ہوا کہ آپ علیہ السلام سے سوال کیا گیا ہو اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رد فرما دیا ہو، اور رات کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خانۂ مبارک میں کوئی درہم اور دینار باقی نہیں رہتا تھا اور اگر کبھی کچھ باقی رہ جاتا تھا اور مستحق نہیں آتا تھا تو خانۂ اقدس میں داخل نہ ہوتے تھے، جب تک مستحقین کو نہ پہنچا دیتے تھے۔

* ...... اور عطیہ الٰہی یعنی بیت المال سے اہل بیت کے لیے ارزاں ترین اجناس (جیسے خرما، جو وغیرہ) ایک سال کے خرچ سے زیادہ کبھی قبول نہیں فرمایا اور اس میں بھی اس قدر ایثار فرماتے تھے کہ سال ختم ہونے سے پہلے ہی بعض اوقات خود نادار ہو جاتے تھے۔

* ...... حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بات کہنے میں تمام انسانوں سے راست گو یعنی سچے اور سب سے زیادہ پابندِ وفا، اور خصلتوں میں سب سے زیادہ نرم اور محبت میں بہترین اور انتہائی بردبار اور کنواری پردہ دار لڑکی سے زیادہ باحیا تھے اور نیچی نظریں رکھتے تھے، اور زیادہ تر گوشۂ چشم سے اشخاص پر نظر ڈالتے تھے۔

* ...... نہایت متواضع تھے، ہر ایک ادنیٰ اعلیٰ، آزاد اور غلام کی دعوت قبول فرما لیتے تھے اور مخلوق کے لیے سب سے زیادہ شفیق۔

* ...... بلی کے لیے پانی کا برتن ٹیڑھا فرما دیتے تھے، اور جب تک وہ (پانی پی کر) سیراب نہ ہو جاتی برتن ٹیڑھا کیے رہتے۔

* ...... سب سے زیادہ پاک دامن تھے، شہوات ولذات نفس نفیس پر غالب نہ تھیں

* ...... اپنے دوستوں کی سب سے زیادہ عزت فرماتے تھے اور اصحاب کے درمیان پائے مبارک دراز نہیں فرماتے تھے، جس مجلس میں اژدھام ہو جاتا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی دوسروں کی طرح تنگ زانو ہو کر بیٹھتے تھے اور اصحاب اور

ذات اقدس میں کوئی امتیاز نہ ہوتا تھا، جو شخص حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دور سے دیکھتا، رعب اور دبدبہ محسوس کرتا اور جو صحبت حاصل کرتا مخزنِ انس پاتا، اصحابِ کرام ہمیشہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت میں جمع رہتے تھے۔

* ...... جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کچھ ارشاد فرماتے اس کے سننے کے لیے سراپا گوش (ہمہ تن متوجہ) ہو جاتے اور جب کوئی حکم صادر فرماتے ہر ایک اس کی تعمیل میں سبقت ڈھونڈتا تھا، اور جس سے ملاقات کرتے ابتدا اسلام کی خود کرتے۔

* ...... احباب سے ملاقات کے وقت زینتِ لباس وشانہ وغیرہ فرماتے تھے، ان کے حال احوال پوچھا کرتے تھے، اور اگر کوئی بیمار ہو جاتا اس کی عیادت فرماتے تھے، اور اگر کوئی سفر میں جاتا اس کے لیے دعا فرماتے تھے اور جو کوئی مر جاتا اس کے لیے انا للّٰہ وانّا الیہ راجعون پڑھتے اور دعاء فرماتے تھے غمگین اور غمزدہ اصحاب کی دل داری کے لیے ان کے گھروں میں تشریف لے جاتے تھے اور اپنے احباب کے باغوں میں تشریف لے جاتے، اور ان کی دعوتیں قبول فرماتے تھے اور ہر ایک سے خندہ پیشانی سے پیش آتے اور عذر خواہ کا عذر قبول فرماتے تھے۔

* ...... ہر ایک ادنیٰ واعلیٰ راست گفتاری میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے برابر تھا اور کسی شخص کو اپنے پیچھے چلنے نہ دیتے تھے، اور فرماتے تھے کہ میری پشت فرشتوں کے لیے خالی رہنی چاہیے۔

* ...... حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کوئی ہمراہی جب کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سواری پر چل رہے ہوں پیدل نہیں چل سکتا تھا بلکہ اس کو ضرور سوار فرما دیتے تھے۔ اور اگر سوار نہ ہونے پر اصرار کرتا تو فرما دیتے کہ اپنی منزل کی طرف مجھ سے آگے چلے جاؤ۔

* ...... آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے خدام کی خدمت فرماتے تھے حتیٰ کہ اپنے غلام اور

کنیزوں سے کھانے اور پینے میں امتیاز نہ رکھتے تھے۔

۞...... حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں تقریباً دس سال رہا، خدا کی قسم! سفر اور حضر میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھ سے بہت زیادہ میری خدمت فرماتے تھے، اور کبھی اس درمیان میں مجھ سے اُف نہیں فرمایا، اور نہ کبھی تنگدلی اور ناخوشی کا کوئی کلمہ۔ اور جو کام میں نے کرلیا اس پر کبھی یہ نہیں فرمایا کہ یہ کیوں کیا، اور جو نہیں کیا اس پر یہ نہیں کہا کہ کیوں نہیں کیا۔

۞...... ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سفر میں تھے ایک بکری پکانے کے لیے حکم فرمایا، اصحاب میں سے ایک شخص نے کہا: اس کا ذبح کرنا میرے ذمہ ہے دوسرے نے کہا: کھال نکالنا میرے ذمہ ہے اور تیسرے نے پکانے کے لیے کہا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لکڑیاں[1] جمع کرنا میرے ذمہ ہے، اس جماعت نے عرض کیا کہ بجائے آپ کے ہم لوگ اس کام کو انجام دیں گے۔ تو ارشاد فرمایا: میں جانتا ہوں کہ میری بجائے تم لوگ انجام دے سکتے ہو لیکن کسی امتیازی اور خصوصی شان کو میں اپنے لیے پسند نہیں کرتا، اور اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی اس عادت کو ناپسند فرماتے ہیں کہ وہ اپنے احباب کے ساتھ شانِ امتیازی رکھتا ہو چنانچہ تشریف لے گئے اور خود لکڑیاں جمع فرمائیں۔

۞...... دوسری روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک سفر میں اونٹنی پر سوار تھے ایک مقام پر نماز کے لیے اونٹ سے نیچے اترے اور پھر اونٹ کی جانب تشریف لے چلے، اصحاب نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ کہاں تشریف لے جارہے ہیں؟

---

[1] لکڑیاں جمع کرنا باعتبار محنت کے اہم اور باعتبار حیثیت کے ادنیٰ کام تھا ذات فداہ روحی نے اپنے لیے سب سے مشکل اور ادنی کام اختیار فرمایا، صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

فرمایا: اپنے اونٹ [۱] کے پاؤں باندھنے جارہا ہوں اصحاب نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہم اس خدمت کو انجام دے لیں گے۔ ارشاد فرمایا کہ تمہارے میں کوئی شخص دوسرے سے ادنیٰ مدد کی خواہش نہ رکھے خواہ ایک ٹکڑا مسواک ہی کا کیوں نہ ہو [۲]

* ...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اٹھتے بیٹھتے ذکرُ اللہ فرماتے تھے۔

* ...... جب کسی مجلس میں تشریف لے جاتے تھے جس جگہ موقع پر جگہ دیکھتے بیٹھ جاتے، صدر مجلس کا قصد نہ فرماتے اور مسلمانوں کو اسی کا حکم فرمایا ہے۔ [۳]

* ...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے ہم نشینوں کے ساتھ ہر ایک کے درجہ کے موافق توجہ مبذول فرماتے تھے، کوئی دوسرے کو یہ نہیں سمجھتا تھا کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک زیادہ معروف ہے یعنی ہر ایک کے ساتھ اس بشاشت سے پیش آتے تھے کہ ہر کس و ناکس اپنا زیادہ مہربان خیال کرتا تھا۔ [۴]

* ...... جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتا جس وقت تک وہ خود اٹھ کر نہ چلا جاتا آپ اس کے پاس سے تشریف نہ لے جاتے، اور اگر اتفاقاً کوئی ضرورت پیش آجاتی تو صاحب مجلس کی اجازت سے تشریف لے جاتے۔

* ...... کسی کے سامنے ایسی بات نہ فرماتے تھے جس کو وہ ناپسند کرتا ہو۔

* ...... کسی شخص کی بے ادبی اور بدخوئی کا جواب بے ادبی اور بدخوئی سے نہ دیتے تھے، بلکہ درگزر فرماتے تھے۔

---

[۱] قاعدہ ہے کہ اونٹ سوار جب کہیں اترتا ہے تو اونٹ کے گھٹنے باندھ دیتا ہے تاکہ وہ کہیں جا نہ سکے

[۲] یہ تعلیم تھی، تاکہ لوگ اپنی راحت کے لیے دوسرے کی اذیت کا سبب نہ بنیں، ۱۲

[۳] ہم سطحی عزت والے، سردار کونین کی عادت سے درس عبرت حاصل کریں، صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ۱۲

[۴] یعنی ہر شخص اپنے آپ کو اس محفل میں بڑا باعزت خیال کرتا۔ از مصحح

* ...... بیمار پرسی فرماتے تھے، اوران کے جنازوں پرتشریف لے جاتے تھے
* ...... کسی فقیر کو اس کے افلاس کی وجہ سے حقیر نہ سمجھتے تھے اور کسی بڑے سے بڑے بادشاہ سے مرعوب نہ ہوتے تھے۔
* ......اور نعمت خداوندی کو خواہ وہ کتنی ہی قلیل ہو قدر کی نظر سے دیکھتے تھے اور اس کو کسی حیثیت سے برا نہ فرماتے تھے۔
* ......اور کسی کھانے میں عیب نہ نکالتے تھے،[1] اگر مرغوبِ طبع ہوتا تناول فرمالیتے ورنہ دست کش ہوجاتے [چھوڑ دیا کرتے تھے]۔
* ......ہمسایوں کی دستگیری فرماتے، اور مہمانوں کی بے حد تکریم کرتے تھے۔
* ...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے زیادہ ہنس مکھ اور خندہ پیشانی تھے۔ کوئی وقت حضور علیہ السلام کا عبادتِ خداوندی یا حاجتِ ضروریہ کے سوا بسر نہیں ہوتا تھا۔[2]
* ......اور اگر کسی دو کاموں میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اختیار دے دیا جاتا تو آپ سہل ترین [آسان] عمل کو اختیار فرماتے تھے لیکن اگر سہل عمل میں قطع رحم ہوتا [حق تلفی ہوتی] تو اس سے عمدہ طریقہ پر احتراز فرمالیتے تھے۔
* ...... پاپوش [جوتا] مبارک خود اپنے دست اقدس سے سی لیا کرتے اور اپنے کپڑوں میں پیوند بھی خود ہی لگالیا کرتے تھے۔[3]
* ......آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گھوڑے، خچر اور دراز گوش پر سواری فرمائی ہے، اپنے غلاموں یا کسی دوسرے شخص کو اپنے ساتھ سوار فرمالیتے تھے، آستین مبارک یا چادر

---

[1] کھانوں کا عیب ثواب نکالنے والے، فداہ روحی کے اسوۂ حسنہ ملاحظہ کریں، صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ۱۲

[2] یعنی بے کار اوقات کو ضائع نہ فرماتے، صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ۱۲

[3] اپنی بیویوں پر ظلم وتشدد کرنے والے اسوۂ حسنہ سے سبق لیں، صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ۱۲

مبارک سے اپنے گھوڑے کے چہرے کو صاف فرمادیا کرتے تھے۔

* ......آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نیک فالی سے خوش ہوتے اور بدفالی کو ناپسند فرماتے تھے

نیک فالی سے یہ مراد ہے کہ جب کوئی شخص کوئی کام کرنے پر آمادہ ہو کوئی کلمۂ خیر اس کے کان میں پہنچے، مثلاً کوئی کہے اے راہِ راست پر چلنے والے، اے سلامت رہنے والے، اور اس کے سننے سے خوش ہو۔

بدفالی یہ ہے کہ کسی کام کے کرنے کے وقت کوئی آواز نامناسب سنی جائے، مثلاً: حیوانات کا دائیں یا بائیں سے گزرنا، کوّے کا بولنا وغیرہ، تو اسے برا سمجھے۔

* ......جب کوئی شے مرغوبِ طبع پاتے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱﴾ فرماتے اور جب ناپسندیدہ پیش آتی اَلْحَمْدُلِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ ارشاد فرماتے[1]

* ......جب کھانا تناول فرمانے کے بعد کھانا سامنے سے اٹھایا جاتا تو یہ پڑھتے:

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ الَّذِىْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَ اَرْوَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْن[2]

* ......اکثر قبلہ رو بیٹھتے تھے، ذکر بہت زیادہ اور لغو باتیں بالکل نہ کرتے تھے۔

* ...... نمازیں طویل اور خطبہ مختصر فرماتے تھے، نماز میں اس قدر درازی فرماتے تھے کہ سینہ مبارک سے تانبے کی دیگچی کے جوش جیسی آواز سنائی دیتی تھی۔

* ......آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دوشنبہ اور پنج شنبہ (پیر و جمعرات) کا اکثر روزہ رکھتے تھے اور ہر مہینے میں تین روزے (ایام بیض یعنی تیرہویں، چودھویں، پندرہویں تاریخ) اور یوم عاشورہ (یعنی دسویں محرم) کا بھی روزہ رکھتے تھے، اور شاید ہی ایسا

---

[1] ہر حال میں اللہ کا شکر ہے، ۱۲

[2] شکر ہے اللہ تعالیٰ کا کہ جس نے ہمیں کھانا کھلایا، پانی پلایا، سیراب کیا اور مسلمان بنایا، ۱۲

ہوا ہوگا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کا روزہ نہ رکھا ہو، اور شعبان کے مہینے میں سوائے رمضان المبارک کے تمام مہینوں سے زیادہ روزے رکھتے تھے۔

* ......سب سے بڑی خصوصیت ذات اشرف کی یہ تھی کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم محو خواب ہوتے تھے آنکھیں حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی بند رہتی تھیں لیکن قلبِ مطہر انتظارِ وحی میں بیدار مشغول بذاتِ خداوندی رہتا تھا۔

* ......حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سونے کے وقت سانس کی آواز سنائی دیتی تھی لیکن خراٹا (جو ایک مکروہ آواز بعض سونے والوں سے سنائی دیتی ہے) نہیں سنا گیا۔

* ......اگر کوئی ناپسند خواب دیکھتے تو هو الله لاشريك له فرماتے۔[1]

* ......اور جس وقت سونے کا ارادہ فرماتے تو یہ پڑھتے تھے:

رَبِّ قِنِيْ عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ [2]

* ......اور جب بیدار ہوتے تو یہ پڑھتے تھے:

أَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَ إِلَيْهِ النُّشُوْرُ [3]

* ......صدقہ نہیں کھاتے تھے، اور ہدیہ تناول فرماتے تھے۔

(صدقہ یہ ہے کہ طلب ثواب کے لیے فقیروں کو دیا جائے اور خصوصیت اس شخص کی جس کو صدقہ کیا گیا ہے مطلوب نہ ہو۔ اور ہدیہ یہ ہے کہ جس شخص کو دیا گیا ہے اس کی عظمت ملحوظ خاطر ہو)

---

[1] اللہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں، ۱۲

[2] اے میرے پروردگار مجھے اپنے عذاب سے محفوظ رکھیے اس دن کہ آپ اپنے بندوں کو (بعد موت) زندہ کریں گے، ۱۲

[3] شکر ہے اللہ کا جس نے ہم کو زندہ کیا بعد موت کے اور اسی طرف اٹھنا ہے، ۱۲

* ...... جو شخص حضور علیہ السلام کی خدمت میں ہدیہ بھیجتا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سے بہتر یا اس ہی جیسا اس شخص کو مرحمت فرماتے۔

* ...... کھانے کی چیزوں میں قطعاً تکلف نہ فرماتے تھے، بھوک کی شدت اور فاقہ کے وقت ضعف سے بچنے کے لیے شکم مطہر (پیٹ) پر پتھر باندھ لیتے تھے۔

* ...... اللہ تعالی نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو زمین کے خزانوں کی کنجیاں (چابیاں) عطا فرمائی تو قبول نہ فرمائیں اور آخرت کو قبول فرمالیا۔

* ...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روٹی سرکہ سے تناول فرمائی اور سرکہ کو اچھا سالن ارشاد فرمایا ہے اور کدّو کو پسند فرماتے تھے، اور بکری کے دست کے گوشت کو بھی۔

* ...... ارشاد فرمایا: روغن زیتون کھاؤ اور بدن پر ملو چونکہ وہ مبارک درخت ہے

* ...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تین انگشتِ مبارک (انگلیوں) سے کھانا تناول فرماتے تھے اور بعد کھانے کے ان اُنگلیوں کو چاٹ لیتے تھے۔

جَو کی روٹی حضور علیہ السلام نے خشک اور تر کھجور اور خربوزہ کے ساتھ تناول فرمائی ہے ککڑی یا کھیرا تر کھجور کے ساتھ، اور کھجور کو مسکہ کے ساتھ تناول فرمایا ہے۔

* ...... شیرینی اور شہد سے زیادہ رغبت رکھتے تھے۔

* ...... پانی بیٹھ کر تین سانس لے کر پیتے تھے اور (ہر سانس میں) پانی کے برتن کو دہن مبارک (مُنہ) سے جدا فرماتے تھے، اور جب بچا ہوا پانی اصحاب رضی اللہ عنہم کو عنایت فرماتے تو دائیں جانب سے ابتدا فرماتے تھے۔

۞ ...... ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دودھ نوش فرمایا، اس وقت اصحاب کرامؓ سے ارشاد فرمایا: جس وقت کھانے کی کوئی چیز پاؤ اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا خَیْرًا

مِّنْه [۱] کہو لیکن جب دودھ پیو تو اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهِ وَزِدْنَا مِنْهُ [۲]

کہنا چاہیے اور فرمایا: کھانے کی چیزوں میں سے سوائے دودھ کے کوئی ایسی شے نہیں ہے جو کھانے اور پینے کے قائم مقام بن سکے۔

لباس مبارک: ...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پشمینہ (اونی کپڑے بھی) پہنتے تھے، پاؤں میں پیوند زدہ جوتے بھی استعمال کرتے تھے اور پہننے کی چیزوں میں قطعاً تکلف نہیں فرماتے تھے اور سب سے بہتر کپڑا حضور علیہ السلام کا ایک کرتا تھا۔

* ......جس وقت نیا کپڑا استعمال کرتے تو یہ پڑھا کرتے تھے:

اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ كَمَا أَلْبَسْتَهٗ وَأَسْئَلُكَ خَيْرَهٗ وَخَيْرَ مَا صُنِعَ لَهٗ [۳]

* ......سبز رنگ کے کپڑے کو بہت پسند فرمایا کرتے تھے۔

اور گاہے گاہے ایک چادر سے دو کونے اپنے شانوں کے درمیان باندھ کر نماز ادا فرماتے تھے۔ (سوائے اس چادر مبارک کے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس دوسری چادر نہ تھی)

* ......دستار مبارک (پگڑی) کا ایک سرا جس کو شملہ کہتے ہیں دونوں شانوں کے درمیان چھوڑ کر سر مبارک پر عمامہ باندھتے تھے۔

* ...... جمعہ کے دن سرخ چادر اوڑھتے تھے [۴]، بعض علما نے کہا ہے کہ اس

---

[۱] یا اللہ ہمیں اس سے بہتر رزق دیجیے۔ ۱۲

[۲] اے اللہ ہمیں اس میں برکت دیجیے اور اس کو ہمارے نصیب میں زیادہ کر دیجیے، ۱۲

[۳] اے اللہ شکر ہے تیرا جیسا کہ تو نے ہم کو یہ کپڑا پہنایا، اور میں تجھ سے طلب کرتا ہوں اس کی بہتری کو اور اس کام کی بھلائی کو جس کے لیے یہ بنایا گیا ہے، ۱۲

[۴] فقہاء نے خالص سرخ کپڑے کے استعمال کو مرد کے لیے مکروہ لکھا ہے مگر سرخ دھاری دار کپڑا بلا کراہت جائز ہے (شامی کتاب الکراہیت)

چادر پر سرخ رنگ کی دھاریاں تھیں۔

* ......داہنے ہاتھ کی کن انگلی میں چاندی کی انگوٹھی (جس پر محمد رسول اللہ کندہ تھا) پہنتے تھے اور کبھی یہ انگوٹھی بائیں ہاتھ کی کن انگلی میں بھی پہن لیتے تھے۔

* ......خوشبو کو بہت پسند فرماتے تھے، اور بدبو سے ناخوش ہوتے تھے۔

ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے میری (دنیاوی) لذت عورتوں (یعنی ازواج مطہرات) اور خوشبو میں عطا فرمائی ہے اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں مرحمت کی ہے۔

خوشبوؤں میں سے غالیہ کو جو ایک مرکب خوشبو ہوتی ہے استعمال فرماتے تھے، نیز مشک کو خالص بھی استعمال فرمایا ہے، اور کافور اور عود کی دھونی دیتے تھے۔

* ...... اثمد[1] جو اعلیٰ قسم کا سرمہ ہے استعمال فرماتے تھے، اور کبھی سرمہ داہنی آنکھ میں تین سلائی اور بائیں میں دو سلائی استعمال فرماتے تھے اور کبھی روزے کی حالت میں بھی سرمہ استعمال فرماتے تھے۔

* ......روغن زیتون کو چہرہ اور ریش مبارک پر بکثرت ملتے تھے، البتہ ایک روز کے ناغہ سے استعمال فرماتے تھے[2]

* ...... سرمہ ڈالنے میں عدد طاق کی رعایت فرماتے تھے۔

---

[1] حرمین شریفین کی زیارت سے مشرف ہونے والے حضرات عام طور پر وہاں کی دو سوغات ''کھجور اور زم زم'' کے لانے کا تو اہتمام کرتے ہیں لیکن تیسری سوغات ''اثمد'' سرمہ کو بھول جاتے ہیں۔ واضح رہے کہ یہ بھی وہاں کی ایک اہم سوغات ہے۔ اور انتہائی مفید ہے، عام طور پر یہ سیاہ اور سرخ رنگ میں دستیاب ہوتا ہے۔ اس کے متعلق آپ علیہ السلام کی بشارت ہے کہ اثمد (یہ سرمہ) پلکوں کو اگاتا ہے اور بینائی کو بڑھاتا ہے۔ طالب دعا احقر العباد محمد عابد قریشی عفی عنہ

[2] یعنی تیسرے روز، ۱۲

* ......دائیں جانب سے ہر کام کی ابتدا فرماتے مثلاً کنگھا کرنے، جوتا پہنے، وضو کرنے بلکہ تمام کاموں میں (داہنی جانب سے ابتدا) پسند فرماتے۔

* ......آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام آئینہ بھی دیکھا کرتے تھے۔

* ......سفر میں چند چیزیں (مثلاً) تیل کی شیشی، سرمہ دانی، آئینہ، کنگھا، قینچی، مسواک اور سوئی دھاگہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم برابر ہمراہ رکھا کرتے تھے۔

* ......آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سونے سے پہلے تین مرتبہ مسواک فرماتے تھے اور (اسی طرح) تہجد کے وقت اور فجر کی نماز کے وقت (بھی مسواک کیا کرتے تھے)

* ......آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پچھنے [1] بھی لگوایا کرتے تھے۔

خوش طبعی: ...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خوش طبعی بھی فرماتے تھے لیکن خوش طبعی میں بھی سچی بات کے سوا نہ فرماتے تھے۔

(۱) ......ایک مرتبہ ایک شخص نے خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ! مجھ کو اونٹ پر سوار فرما دیجیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں تجھ کو اونٹنی کے بچے پر سوار کروں گا، اس شخص نے کہا کہ بچہ میرا وزن برداشت نہ کر سکے گا، حضرت نے فرمایا کہ کیا اونٹ اونٹنی کا بچہ نہیں ہوتا۔

(۲) ......دوسری مرتبہ ایک عورت خدمت مبارک میں حاضر ہوئی اور کہا: یا رسول اللہ! میرا شوہر بیمار ہے اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یاد کر رہا (بلا رہا) ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا تیرا شوہر وہی ہے جس کی آنکھ میں سفیدی ہے؟

---

[1] پچھنے لگوانا خون نکلوانے کو کہتے ہیں یعنی حجامہ،
(دور جدید میں بھی یہ عمل مختلف شکلوں میں موجود ہیں۔ از مصحح

(مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس سفیدی سے پتلی کے اردگرد کی سفیدی تھی)

لیکن اس عورت نے وہ سفیدی سمجھی کہ جس کے آنکھ پر آجانے سے بینائی جاتی رہتی ہے، وہ عورت واپس گئی اور شوہر کی آنکھ کھول کر دیکھنے لگی، اس نے شوہر سے کہا:

مجھ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر دی ہے کہ تیری آنکھ میں سفیدی ہے۔

شوہر نے جواب دیا کہ کیا کوئی شخص ایسا بھی ہے جس کی آنکھ میں سفیدی نہ ہو۔

۳ ......ایک بوڑھی عورت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا: یارسول اللہ! آپ میرے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمایئے تاکہ اللہ تعالیٰ مجھ کو جنت میں داخل فرمائے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی بڑھیا جنت میں داخل نہ ہوگی، وہ عورت روتی پیٹتی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس سے لوٹ گئی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں سے ارشاد فرمایا:

اس کو خبر دے دو کہ کوئی عورت بڑھاپے کی حالت میں جنت میں داخل نہ ہوگی، بلکہ از سرِ نو جوان ہوجائے گی اور جوانی کی حالت میں بہشت میں داخل ہوگی، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے:

إِنَّآ أَنشَأْنَٰهُنَّ إِنشَآءً ﴿٣٥﴾ فَجَعَلْنَٰهُنَّ أَبْكَارًا ﴿٣٦﴾ عُرُبًا أَتْرَابًا ﴿٣٧﴾ [1] [سورۂ واقعہ]

اور اسی آیت کے موافق وہ حدیث ہے جس میں ارشاد فرمایا گیا ہے کہ ہم مؤمنات کو دوبارہ پیدا کریں گے (یعنی حشر میں) اور ان کو جوان لڑکیاں بنادیں گے۔

---

[1] ہم نے ان کو پیدا کیا ہے ایک خاص پیدائش کے ساتھ پس ان کو بنادیا ہے کنواریاں (ہمیشہ کے لیے) اور اپنے شوہروں کے لیے محبوب اور ہم عمر، ۱۲

بیان ازواجِ مطہراتِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جن سے زفاف (ہمبستری) کی نوبت آئی:

① ...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سب سے پہلے حضرت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا سے عقد (نکاح) فرمایا۔ جن کا تذکرہ پہلے ہو چکا ہے۔

② ...... حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ہی بوڑھی ہوئیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چاہا کہ ان کو طلاق دے دیں لیکن انھوں نے فرمایا: میری غرض یہ ہے کہ میں آپ کی ازواج میں اٹھائی جاؤں، مجھ کو مرد کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہی ہے، نیز انھوں نے اپنی نوبت (باری) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو دے دی تھی۔

③ ...... حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے چھ سال کی عمر میں مکہ مکرمہ میں ہجرت سے دو سال قبل اور ایک قول کے مطابق ہجرت سے تین سال قبل ماہ شوال میں نکاح فرمایا۔ آپ کو مدینہ طیبہ میں ہم بستری سے سرفراز فرمایا۔ جس وقت ان کی عمر اٹھارہ سال کی ہوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وفات پائی۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا انتقال سترھویں رمضان المبارک ۵۸ھ میں ہوا اور جنت البقیع میں مدفون ہوئیں۔
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سوائے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے کسی کنواری سے عقد نہیں فرمایا تھا، اور کنیت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی ام عبداللہ ہے۔

④ ...... حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا[1] بنت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے عقد (نکاح) فرمایا۔

---

[1] حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے خنیس بن حذافہ بدری سے ہوا تھا جن کا انتقال مدینہ طیبہ میں ہوا۔ ان کے انتقال کے بعد ماہ شعبان ۳ھ میں یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نکاح میں آئیں (قرۃ العیون ص ۶۷ ج ۱)

روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو طلاق دیدی، حضرت جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے اور کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ حفصہؓ سے رجوع فرمالیجیے اس لیے کہ وہ بہت روزہ دار اور نماز گزار ہیں۔ دوسری روایت یہ ہے کہ آپ علیہ السلام نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر عنایت بے غایات کی وجہ سے رجعت فرمائی۔

⑤......حضرت امّ حبیبہ رضی اللہ عنہا[1] بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہ سے عقد فرمایا۔ وہ عقد کے وقت حبشہ میں تھیں اور ان کا مہر چار سو دینار تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے نجاشی شاہ حبشہ نے ادا فرمایا، ان کے نکاح کے متولی عثمان بن عفّان رضی اللہ عنہ اور ایک دوسرے قول کے مطابق (ان کے نکاح کے ذمہ دار) حضرت خالد بن سعید بن العاص رضی اللہ عنہ تھے۔ ۴۴ھ میں انتقال فرمایا۔

⑥......چھٹی حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا[2] سے عقد فرمایا، ان کا انتقال ۶۲ھ میں ہوا باعتبار وفات کے ازواجِ مطہرات میں سب سے آخری زوجۂ مطہرہ ہیں اور ایک دوسری روایت کے مطابق آخری زوجہ انتقال میں حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا ہیں۔

⑦......ساتویں حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے عقد فرمایا، یہ حضور علیہ السلام کی پھوپھی زاد بہن تھیں، ان کا نکاح آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلام زید بن الحارثہ سے ہوا تھا، ان کے طلاق کے بعد ازواج مطہرات میں داخل ہوئیں، ۲۰ھ میں انتقال فرمایا اور حضور علیہ السلام کی وفات کے بعد سب سے پہلے ازواج مطہرات میں سے انہی کا انتقال ہوا اور یہ سب سے پہلی عورت ہیں جن کے جنازہ پر گہوارہ[3] رکھا گیا۔

---

[1] حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا عقد ۷ھ میں ہوا، (قرۃ العیون، ص ۱۲۴ ج ۱

[2] حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا عقد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ماہ شوال ۴ھ میں ہوا۔ (قرۃ العیون، ص ۱۰۸ ج ۱)

[3] عورت کے جنازے پر لوہے یا لکڑی کی چند پٹیوں یا لکڑیوں کو ملا کر جوڑ دیا جائے اور اس کو چارپائی پر رکھ کر اس پر چادر جنازہ ڈال دی جائے گہوارہ کہلاتا ہے اس کو عربی میں نعش کہتے ہیں، ۱۲

(۸)......آٹھویں حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا [۱] بنت حارث سے عقد فرمایا۔ یہ غزوۂ مصطلق میں قید ہوئیں تھیں اور ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کے حصہ میں آئی تھیں انھوں نے حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا سے بدلِ کتابت [۲] چاہا، وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں تا کہ مالِ کتابت کے لیے کچھ سوال کریں، یہ قبول صورت تھیں حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: کیا میں اس سے بہتر کام نہ کروں، یعنی مالِ کتابت ادا کردوں اور تم سے عقد کرلوں؟ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا راضی ہوگئیں، پس حضور علیہ السلام نے مالِ کتابت ادا فرما کر عقد کرلیا۔ ان کا انتقال ۵۶ھ میں ہوا۔

(۹)......نویں حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا [۳] سے عقد فرمایا، یہ حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد سے تھیں غزوۂ خیبر میں اسیر (قیدی) ہوئی تھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو آزاد فرمادیا اور آزاد کرنا ہی ان کا مہر مقرر ہوا، اور ۵۰ھ میں انتقال فرمایا۔

ف:...... یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصیت تھی، امت کے لیے آزادی کو مہر بنانا جائز نہیں۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا یہی مذہب ہے۔

(۱۰)......حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے عقد فرمایا، یہ خالد بن ولید اور عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خالہ تھیں، ان کا عقد (نکاح) مقام سرف میں ہوا تھا اور وہیں ۵۱ھ میں ان کا انتقال ہوا۔ اخیر روایت کے اعتبار سے یہ وفات میں سب سے آخری زوجہ محترمہ ہیں۔

ان دس ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن میں سے سوائے حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا

---

[۱] حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عقد ۵ھ میں ہوا (قرۃ العیون، ج۱ص ۱۱۲)

[۲] بدل کتابت وہ مال ہے جو مالک اپنے کسی غلام سے آزاد کرنے کے عوض طلب کرے۔ ۱۲

[۳] ان کا عقد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ۷ھ میں ہوا، (قرۃ العیون، ج۱ص ۱۲۲)

کے بقیہ نو نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد انتقال فرمایا ہے۔

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات ان سے پہلے ہو چکی تھی۔

(۱۱)...... حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا[۱] سے ہجرت کے تیسرے سال عقد فرمایا، لیکن زندگی نے وفا نہ کی اور دو تین ماہ عقد میں رہ کر انتقال فرما گئیں۔

جن سے زفاف کی نوبت نہیں آئی:

ان ازواج کے علاوہ ایک تعداد (ان خواتین کی بھی ہے) کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان میں سے بعض کو اپنے نکاح میں لائے اور بعض کے متعلق خِطبہ یعنی پیغامِ نکاح دیا گیا مگر اس کی تکمیل نہ ہوئی۔

(۱)...... ان میں سے پہلی فاطمہ بنت ضحاک ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے عقد فرمایا اور جب آیتِ تخییر[۲] نازل ہوئی تو ان کو اختیار دیا گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں رہیں یا دنیا کو اختیار کریں۔ انہوں نے دنیا کو اختیار کیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو جدا کر دیا۔ اس کے بعد (اونٹ کی) مینگنیاں جمع کرتی تھیں اور فرماتی تھیں کہ یہ میری بدنصیبی ہے کہ میں نے دنیا کو اختیار کیا۔

(۲)...... دوسری حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کی بہن ''شراف'' سے عقد فرمایا اور ہم بستری کی نوبت نہیں آئی۔

---

[۱] ان کا لقب ''ام المساکین'' ہے، یہ مساکین کو کھانا کھلایا کرتی تھیں اس صفت کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عقد فرمایا، ۱۲

[۲] آیت تخییر وہ آیت ہے جس میں ازواج مطہرات کو اختیار دیا گیا تھا کہ خواہ تم اللہ کے رسول کو اختیار کرو یا دنیا کو (سورہ تحریم پارہ ۲۸)

③ ......تیسری ''خولہ بنت ہذیل'' ہیں اور یہ وہی ہیں جنہوں نے اپنے نفس کو بغیر مہر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سپرد فرمایا، یعنی بغیر مہر کے نکاح میں آئیں۔
اور ایک روایت کے مطابق اپنے نفس کو بغیر مہر کے سپرد فرمانے والی ام شریک تھیں۔

④ ......چوتھی ''اسماء جونیہ'' ہیں۔ کہتے ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دست اقدس ان پر پہنچانا چاہا تو انہوں نے کہا: اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْكَ (تم سے اللہ کی پناہ چاہتی ہوں) اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طلاق دے دی۔

⑤ ...... پانچویں عمرہ بنت یزید۔ ⑥ ......چھٹی قبیلہ غِفار کی ایک عورت۔

⑦ ......ساتویں عالیہ بنت طبیان (ان تینوں کو رخصتی سے پہلے طلاق دے دی گئی)

⑧ ......آٹھویں بنت الصلۃ رضی اللہ عنہا ان کا آپ علیہ السلام کی قربت سے قبل انتقال ہو گیا۔

⑨ ......نویں ایک عورت تھیں (جن کا نام کتابوں میں نہیں آتا) جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے کہا: ھب لی نفسك یعنی اپنا نفس مجھ کو دے۔ تو انہوں نے کہا کہ کوئی رئیسہ یا باعصمت اپنا نفس بازاری کو دیا کرتی ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو جدا فرما دیا (طلاق دے دی)۔

⑩ ......دسویں ایک عورت تھی جو نکاح کا پیغام دیا گیا، اس کے باپ نے بتایا کہ اس کے جسم پر سفید داغ ہیں (حالانکہ اس کے جسم پر کوئی ایسے داغ یا بیماری نہ تھی بلکہ اس کے والد نے کسی بنا پر جھوٹ بولا تھا) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نکاح کا ارادہ ترک فرما دیا، کہا جاتا ہے کہ بعد ازاں اس کے جسم پر داغ نکل آئے تھے۔

⑪ ......گیارہویں ایک عورت جس سے منگنی کی گئی، اس کے والد نے اس کی کئی خوبیاں اور صفات بیان کیں اور کہا کہ سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ وہ کبھی بیمار تک

نہیں ہوئی، آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اس کے لیے خدا کے یہاں کوئی خیر نہیں ہے [۱]، پس نکاح کا ارادہ ترک فرما دیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات میں سے ہر ایک زوجہ محترمہ کا مہر پانچ سو درہم تھا، سوائے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے جن کا ذکر ہو چکا ہے، اور یہ قول اقوال صحیح میں سے ہیں۔

بیان اولادِ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۱ ...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد میں سے ایک حضرت قاسم رضی اللہ عنہ ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کنیت ابوالقاسم آپ رضی اللہ عنہ ہی کے نام سے تھی۔

۲ ...... حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ جن کے دو لقب ''طیب اور طاہر'' تھے اور ایک روایت کے مطابق طیب اور تھے، طاہر اور تھے۔

چار صاحبزادیاں تھیں:

حضرت زینب، رقیہ، ام کلثوم، فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہن

صاحبزادیوں میں سب سے چھوٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا تھیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صاحبزادوں کا انتقال بچپن ہی میں قبل از اسلام ہو گیا تھا، لیکن صاحبزادیوں نے زمانۂ اسلام پایا اور تمام اسلام لائیں (رضوان اللہ علیہم اجمعین)

تمام اولاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن مبارک سے تھی البتہ حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کے بطنِ مبارک سے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے [۲]

---

[۱] کیونکہ کبھی کبھی بیمار ہونا یا کسی تکلیف میں مبتلا ہونا مومنین کی مخصوص علامت ہے، ۱۲

[۲] حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیدائش ۸ ھ ذی الحجہ میں ہوئی، (قرۃ العیون، ج ۱ حصہ ۴ ص ۱۰)

جو سات ہی دن کے دنیا سے رخصت ہو گئے۔ اور ایک قول کے مطابق سات ماہ کے ہو کر اور ایک قول میں اٹھارہ ماہ کے ہو کر انتقال فرمایا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تمام اولاد کا انتقال حضور علیہ السلام کے سامنے ہی ہو گیا تھا سوائے حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کے کہ ان کا انتقال آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے چھ مہینے بعد ہوا۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا[1] کا نکاح ابو العاص رضی اللہ عنہ سے ہوا تھا، جن سے ایک فرزند علی رضی اللہ عنہ نامی پیدا ہوئے اور لڑکپن ہی میں انتقال فرما گئے۔

اور ایک صاحبزادی اُمامہ نامی ہوئی، جن کے جوان ہونے پر حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کے انتقال کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے عقد فرمایا، اور جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا وصال ہو گیا تو مغیرہ بن نوفل ابن الحارث رضی اللہ عنہ سے ان کا عقد (نکاح) ہوا، جن سے ایک صاحبزادے یحییٰ رضی اللہ عنہ نامی پیدا ہوئے۔

حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے نکاح میں تھیں جن کے بطن مبارک سے حضرت امام حسن[2] و امام حسین[3] اور حضرت محسن رضی اللہ عنہم تین فرزند اور، رقیہ، زینب اور ام کلثوم رضی اللہ عنہن تین صاحبزادیاں پیدا ہوئیں۔

حضرت محسن رضی اللہ عنہ بچپن میں ہی انتقال فرما گئے اور حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کا بھی بلوغ سے قبل انتقال ہو گیا اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا نکاح عبداللہ بن جعفر سے ہوا

---

[1] ان کا انتقال ۸ھ میں ہوا، ۱۲

[2] حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیدائش نصف رمضان ۳ھ میں ہوئی (قرۃ العیون: ۲ ص ۶۶)

[3] حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیدائش ۴ یا ۵ شعبان ۴ھ میں ہوئی (قرۃ العیون: ۲ ص ۶۶)

اور ایک فرزند علی نامی پیدا ہوئے اور شوہر کے سامنے انتقال فرما گئیں۔

حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ہوا اور ان سے ایک فرزند زید نامی پیدا ہوئے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت عون بن جعفر رضی اللہ عنہ سے ہوا، اور ان کے بعد محمد بن جعفر رضی اللہ عنہ سے اور ان کے بعد عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے نکاح ہوا۔

حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا جگر گوشۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نکاح امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے ہوا تھا جن کے بطن سے عبداللہ رضی اللہ عنہ نامی فرزند پیدا ہوئے اور بچپن ہی میں داغِ جدائی دے گئے (انتقال فرما گئے)۔

اور جس روز حضرت زید بن الحارث رضی اللہ عنہ جنگ بدر کے فتح ہونے کی خوش خبری لے کر مدینہ طیبہ پہنچے اسی روز حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا، حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے انتقال کے بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا [ع۱] سے نکاح فرمالیا۔ اور ان کا انتقال بھی ماہ شعبان ۹ ھ میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے سامنے ہی ہوگیا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے نکاح سے پہلے حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا عتبہ بن ابی لہب کے عقد میں تھیں اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا عتیبہ بن ابی لہب کے عقد میں تھیں۔

ف: ...... اوائلِ اسلام میں مسلمانوں اور مشرکین کی باہمی مناکحت جائز تھی (آپس میں نکاح جائز تھا) بعد ازاں یہ آیت نازل ہوئی:

[ع۱] ان کا عقد ۳ ھ میں ہوا، ۱۲

لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّوْنَ لَهُنَّ ؕ [سورۂ ممتحنہ][1]

اس آیت کے نزول کے بعد مسلمان عورت کا نکاح کافر سے حرام قرار دیا اور یہی حکم ہمیشہ کے لیے باقی رہا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا اور پھوپھیاں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گیارہ چچا تھے:

① ...... حارث ☆ ② ...... قثم ③ ...... زبیر ④ ...... حمزہ

⑤ ...... عباس ⑥ ...... ابوطالب ⑦ ...... عبدالکعبہ ⑧ ...... حجل

⑨ ...... غیداق ⑩ ...... ابولہب ⑪ ...... مغیرہ

چھ پھوپھیاں تھیں:

① ...... صفیہ ② ...... عاتکہ ③ ...... اروٰی

④ ...... ام حکیم ⑤ ...... برّہ ⑥ ...... اُمیمہ

ان تمام میں صرف حضرت حمزہ، حضرت عباس اور صفیہ رضی اللہ عنہم تین مشرف بہ اسلام ہوئے۔

---

[1] اس کا ترجمہ یہ ہے کہ نہ مسلمان عورتیں کافروں کے لیے حلال ہیں اور نہ کافر مرد مسلمان عورتوں کے لیے، اور قرآن کریم کی دوسری آیت والمحصنٰت من اھل الکتاب سے معلوم ہوا کہ یہودی، نصرانی عورتیں اس سے مستثنیٰ ہیں، ان سے مسلمان مرد کا نکاح ہوسکتا ہے اگر مصالح دینیہ کے پیش نظر ہو۔

☆ فائدہ: ...... حارث کا نام مقوم بھی تھا، ...... ابوطالب کا اصل نام عبد مناف تھا۔ ...... غیداق عرف ہے، اصل نام مصعب تھا ...... ابولہب کا اصل نام عبدالعزیٰ تھا ...... حجل یا حجلاء (پہلے ح پھر ج) بعض نے کہا ہے کہ ان کا نام مغیرہ تھا، اور ان کی جگہ گیارہویں نمبر پر چچا کا نام ضرار بیان کیا ہے۔ طالب دعا احقر العباد محمد عابد قریشی عفی عنہ فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلام

(۱) ...... زید ابن الحارثہ رضی اللہ عنہ اور ان کے بیٹے: (۲) ...... اسامہ رضی اللہ عنہ

(۳) ...... ثوبان رضی اللہ عنہ (۴) ...... کبشہ رضی اللہ عنہ: یہ جنگ بدر میں موجود تھے اور جس روز حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے وفات پائی۔ (۵) ...... انسہ رضی اللہ عنہ

(۶) ...... شقران رضی اللہ عنہ۔ ایک روایت ہے کہ شقران کو اپنے والد ماجد سے وراثت میں پایا تھا اور ایک روایت یہ ہے کہ شقران کو عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے خریدا تھا۔

(۷) ...... رباح رضی اللہ عنہ (۸) ...... یسار: ان کو قبیلہ عرینیہ کے بعض باغیوں نے قتل کر دیا تھا۔

(۹) ...... ابورافع رضی اللہ عنہ۔ ان کو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش فرمایا تھا، انہوں نے جس وقت حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے مسلمان ہونے کی اطلاع آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچائی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو آزاد فرمادیا اور اپنی باندی سلمہ سے ان کا عقد فرمادیا، ان سے عبداللہ نامی فرزند پیدا ہوئے جو حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کے محرر تھے۔

(۱۰) ...... ابوموبہہ رضی اللہ عنہ (۱۱) ...... فضالہ رضی اللہ عنہ: ان کا انتقال شام میں ہوا۔

(۱۲) ...... رافع رضی اللہ عنہ: ان تمام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آزاد فرمادیا۔

(۱۳) ...... مدعم جن کو رفاعہ جذامی[۱] نے پیش فرمایا تھا، یہ وادی القری میں شہید ہوئے

(۱۴) ...... کرکرہ رضی اللہ عنہ ان کو ہوزہ بن علی یمانی نے پیش فرمایا تھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو بھی آزاد فرمادیا۔

(۱۵) ...... زید جد بلال بن یسار، (۱۶) ...... عبید، (۱۷) ...... طہمان رضی اللہ عنہم

---

[۱] جذامی ایک قبیلۂ عرب کا نام ہے، ۱۲

(۱۸)...... مابور قبطی رضی اللہ عنہ: جن کو شاہ مقوقس نے ہدیتا دیا تھا۔

(۱۹)...... واقد یا ابوالواقد، (۲۰)...... ھشام رضی اللہ عنہما

(۲۱)...... ابوضمیرہ رضی اللہ عنہ: جو مال فے[1] سے تھے۔ غزوۂ حنین میں ان کو آزاد کر دیا

(۲۲)...... ابوعسیب احمر، (۲۳)...... ابوعبید (۲۴)...... سفینہ۔ یہ پہلے ام سلمہؓ کے غلام تھے انہوں نے ان کو آزاد کر دیا اور یہ شرط لگائی کہ جب تک زندہ رہیں حضور علیہ السلام کی خدمت کرتے رہیں، انہوں نے فرمایا کہ اگر یہ شرط نہ بھی کی جاتی تب بھی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مفارقت (جدائی) اختیار نہ کرسکتا تھا۔

(۲۵)...... ابوہندؓ۔ (۲۶)...... انجشہ رضی اللہ عنہ: جو اونٹوں پر حدی کہتے تھے۔

(۲۷)...... ابوامام رضی اللہ عنہ: یہ کل ستائیس افراد ہیں، بعض اہل سیر نے اس سے بھی زیادہ تعداد بتلائی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی باندیاں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سترہ باندیاں تھیں:

(۱)...... سلمٰی ام رافع، (۲)...... رضوی، (۳)...... امیمہ، (۴)...... ام ضمیرہ

(۵)...... ماریہ، (۶)...... سیرین، (۷)...... ام ایمن: جس کا نام برکہ تھا جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پرورش فرمائی تھی، ((۸) تا (۱۳)) بنی قریظہ کی چھ عورتیں۔

(۱۴)...... میمونہ بنت سعد، (۱۵)...... خضرہ (۱۶)...... خویلہ (۱۷)...... ریحانہ رضی اللہ عنہن

---

[1] مال فے وہ مال ہے جو بغیر جنگ کے مقابل سے حاصل ہو اور اس قسم کے مال میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خاص حصہ ہوتا ہے، ۱۲

خدام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گیارہ خادم تھے:

① ......انس بن مالک رضی اللہ عنہ اور حارثہ کی دو لڑکیاں: ② ......ہند رضی اللہ عنہا، ③ ......اسماء رضی اللہ عنہا۔

④ ......ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ عنہ۔ ⑤ ......عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ⑥ ......عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ

⑦ ......بلال رضی اللہ عنہ ⑧ ......سعد رضی اللہ عنہ ⑨ ......ذومخمر یا ذومخبر رضی اللہ عنہ جو نجاشی کے بھتیجے یا بھانجے تھے

⑩ ......بکیر بن شداخ لیثی رضی اللہ عنہ ⑪ ......ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نگہبانی کرنے والے

① ......غزوۂ بدر میں اسعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نگہبانی فرمائی۔

② ......غزوۂ احد میں ذکوان بن عبد قیس اور ③ ......محمد بن مسلمہ انصاری نے۔

④ ......غزوۂ خندق میں حضرت زبیر نے۔ ⑤ ......غزوۂ وادی القریٰ میں عباد بن بشیر ⑥ ......سعد بن ابی وقاص ⑦ ......ابی ایوب اور ⑧ ......حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے۔

اور جب یہ آیت نازل ہوئی: وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ.[1] تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سے یہ نگہبانی اٹھادی گئی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قاصد

① ......عمرا بن امیہ رضی اللہ عنہ کو نجاشی کے پاس بھیجا (نجاشی ملک حبشہ کے بادشاہ کا لقب ہے) جس کا نام اصحمہ تھا، جس کے معنی عربی میں عطیہ اور بخشش کے ہیں، جس وقت نامۂ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نجاشی کے پاس پہنچا، نامہ اقدس (خط) دونوں

---

[1] اللہ تعالیٰ خود آپ کی حفاظت کریں گے۔

آنکھوں پر رکھا اور تعظیماً تخت سے نیچے اتر گیا اور زمین پر بیٹھ گیا اور اسلام لے آیا، ۹ھ میں حضور علیہ السلام کی حیات ہی میں انتقال ہوا، جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غائبانہ نماز جنازہ ادا فرمائی۔

ف: ...... یہ غائبانہ نماز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصیت تھی امت کے لیے جائز نہیں، امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا یہی مذہب ہے۔

(۲) ...... دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کو شاہ روم کے پاس (جس کا نام ہرقل تھا) بھیجا اس نے دلائل سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت تسلیم کر لی اور اسلام لانا چاہا لیکن قوم راضی نہ ہوئی، یہ اس خوف سے کہ اگر قوم کی مرضی کے خلاف اسلام لے آیا تو سلطنت جاتی رہے گی، اسلام نہ لایا۔

(۳) ...... آپ علیہ السلام نے عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کو پرویز (شاہ فارس) کے پاس بھیجا اس بے ادب نے نامۂ مبارک پارہ پارہ (ٹکڑے) کر دیا آپ علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس کی بادشاہت کو پارہ پارہ کر دے گا چنانچہ بہت جلد ہی مارڈالا گیا۔

(۴) ...... آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کو مقوقس کے پاس بھیجا (مقوقس مصر اور اسکندریہ کے بادشاہ کا لقب ہے) مقوقس نے اسلام قبول کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ماریہ قبطیہ اور سیرین کنیزیں پیش کیں، ایک خچر، سفید دُلدل نامی ہدیہ بھیجا۔ ایک اور روایت ہے کہ ہزار دینار اور بیس کپڑے بھی ہدیہ بھیجے۔

(۵) ...... حضرت عمر بن العاص رضی اللہ عنہ کو عمان کے بادشاہوں جیفر بن جلندی اور عبداللہ بن جلندی کے پاس بھیجا، دونوں نے اسلام قبول کیا۔ حضرت عمرو رضی اللہ عنہ کو رعایا سے زکوٰۃ لینے اور ان کے معاملات فیصل کرنے میں کوئی رکاوٹ نہیں ڈالی،

چنانچہ عمرو رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات تک وہیں مقیم رہے۔

(۶)......سلیط بن عمرو رضی اللہ عنہ کو ہودہ بن علی حاکم یمامہ کے پاس بھیجا اس نے حضرت سلیط رضی اللہ عنہ کی تعظیم کی اور خدمت اقدس میں پیغام دیا کہ جس طرف آپ مجھ کو بلا رہے ہیں مبارک چیز ہے لیکن میں اپنی قوم کا خطیب اور شاعر ہوں اس لیے مجھ کو امر خلافت میں کچھ تصرفات عنایت کیے جائیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبول نہ فرمایا اور یہ مسلمان بھی نہ ہوا۔

(۷)......شجاع ابن وہب رضی اللہ عنہ کو شاہ بلقا حارث غسانی کی جانب روانہ فرمایا (بلقا شام کے علاقوں میں سے ایک شہر کا نام ہے) حارث نے نامہ مبارک کی کچھ عظمت نہ کی اور کہا کہ مع لشکر آنحضرت کی جانب روانہ ہوتا ہوں، شاہ روم نے اس کو اس حرکت سے باز رکھا۔

(۸)......مہاجر بن امیہ رضی اللہ عنہ کو یمن میں حارث حمیری کی جانب روانہ فرمایا۔

(۹)......علاء ابن الحضرمی رضی اللہ عنہ کو بحرین کے بادشاہ منذر بن ساوی کی جانب روانہ فرمایا، یہ مسلمان ہو گیا۔

(۱۰)......ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ (۱۱)......معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کی جانب روانہ فرمایا وہاں کے بادشاہ اور رعایا بغیر جنگ و جدل کے مسلمان ہو گئے۔

محررین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تیرہ محرر تھے:

(۱) تا (۴)...... چاروں خلفاء رضی اللہ عنہم (۵)......عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ۔

(۶)......عبداللہ بن ارقم رضی اللہ عنہ (۷)......ابی بن کعب رضی اللہ عنہ۔

⑧......ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ ⑨......خالد بن سعید رضی اللہ عنہ۔

⑩......حنظلہ بن ربیع رضی اللہ عنہ۔ ⑪......زید بن ثابت رضی اللہ عنہ۔

⑫......معاویہ رضی اللہ عنہ۔ ⑬......شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مخصوص احباب

وہ اصحاب جو زیادہ عنایت مخصوص تھے:

① تا ④ چاروں خلفائے راشدین، ⑤۔حضرت حمزہ، ⑥۔حضرت جعفر۔
⑦ حضرت ابوذر ⑧۔حضرت مقداد ⑨۔حضرت سلیمان ⑩۔حضرت حذیفہ
⑪۔حضرت عبداللہ بن مسعود ⑫۔حضرت عمار ⑬۔حضرت بلال رضی اللہ عنہم

اسمائے عشرہ مبشرہ

ف:......آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مجلس میں ۱۰ رصحابہ کے متعلق یہ خوش خبری دی تھی کہ وہ جنتی ہیں۔اس کے علاوہ بعض اور صحابہ رضی اللہ عنہ کے لیے بھی یہ بشارت مذکور ہے مگر وہ اس مجلس میں نہ تھے اس لیے وہ اس شمار میں نہیں۔

①......④ خلفاء راشدین، ⑤......حضرت سعد بن ابی وقاص، ⑥......حضرت زبیر بن العوام، ⑦......حضرت عبدالرحمن بن عوف، ⑧......حضرت طلحہ بن عبیداللہ، ⑨......ابوعبیدہ بن جراح ⑩......سعید بن زید رضی اللہ عنہم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سواریاں اور مویشی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ۱۰ رگھوڑے تھے،اس عدد میں اختلاف بھی ہے۔

①......سکب جس پر غزوۂ احد میں سوار تھے اس کا رنگ کمیت (سرخی بہ مائل سیاہ)

تھا لیکن پیشانی اور تین پاؤں سفید تھے اور ایک داہنا پاؤں جسم کے ہم رنگ تھا، اس کی فربہی مناسب جسم کی تھی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر (ایک مرتبہ) گھوڑ دوڑ فرمائی اور بازی لے گئے اور مسرور ہوئے۔

(۲) ......مرتجز یہ۔ یہ وہی گھوڑا ہے جس کے باری میں حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ نے گواہی دی تھی[۱]

(۳) ......لزاز یہ: یہ مقوقس کے ہدایا میں سے تھا۔

(۴) ......لحیف: یہ ربیعہ نے ہدیہ پیش کیا تھا۔

(۵) ......طرب: جوفروہ جذامی نے پیش کیا تھا۔

(۶) ......ورد: جو حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ نے ہدیہ پیش فرمایا تھا۔

(۷) ......ضریس، (۸) ......ملاوح، (۹) ......سبحہ: جو یمن کے تاجروں سے خریدا تھا اور تین مرتبہ اس پر دوڑ فرمائی اور دست اقدس اس کے چہرے پر پھیرا اور ارشاد فرمایا: ما انت الا بحر۔ اور بحر کشادہ قدم، تیز رو گھوڑے کو کہتے ہیں۔[۲]

تین خچر تھے: (۱) ......دُلدُل نامی جو مقوقس کے ہدایا میں سے تھا اور یہ پہلا خچر ہے

---

[۱] اس کا واقعہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سوار بن قیس محاربی سے ایک اونٹ خریدا سو وہ انکار کر گیا حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے گواہی دی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت کیا کہ تم نے کیسے گواہی دی جب کہ تم خریداری کے وقت موجود نہ تھے؟ حضرت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ آپؐ جو کچھ خدا کے یہاں سے لے کر آئے ہیں میں نے اس کی تصدیق کر لی ہے اور آپؐ سچ کے سوا کچھ نہیں کہتے، پس میں نے آپ کی بات سچ سمجھی، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: خزیمہ کی تنہا شہادت کسی بھی معاملہ میں کافی ہے۔ (اسد الغابہ)

یعنی ان اکیلے کی گواہی، دو افراد کے قائم مقام ہے، احقر العباد محمد عابد عفی عنہ

[۲] دسویں گھوڑے کا نام مذکور نہیں باوجود جستجو کے بھی معلوم نہیں ہو سکا، ۱۲

کہ اسلام میں اس پر سواری ہوئی، [1]

(۲)......فضہ: جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پیش فرمایا تھا۔

(۳)......ایلہ: شاہ ایلیہ نے پیش کیا تھا۔

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک دراز گوش بھی تھا[2] جس کا نام یعفور تھا۔

آپ علیہ السلام کے پاس گائے بھینس کا ہونا (روایات سے) ثابت نہیں ہے۔

بیس اونٹنیاں دودھ دینے والی (مقام غابہ میں جو مدینہ کے قریب ہے) حضور علیہ السلام کی ملکیت تھیں۔ اور ایک شیر دار اونٹنی سعد بن عبادہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کی تھی، جو بنی عقیل[3] کے مویشیوں میں سے تھی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک قصویٰ نامی اونٹنی بھی تھی اور اسی پر ہجرت فرمائی تھی، جس وقت وحی نازل ہوتی تھی سوائے قصویٰ کے کوئی چیز ان کا وزن برداشت نہیں کر سکتی تھی، اور قصویٰ کو عضباء اور جدعاء کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ ایک اعرابی کے اونٹ کے ساتھ دوڑ گئی اور اعرابی کا اونٹ بازی لے گیا، یہ بات مسلمانوں پر شاق گزری، حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے (بمقتضائے حکمت) یہ لازم کر دیا کہ دنیا میں جس چیز کو غالب کیا جاتا ہے اس کو کسی نہ کسی وقت مغلوب بھی کیا جاتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ۱۰۰ بکرے، بکریاں بھی تھیں۔

---

[1] چونکہ اس سے پہلے عرب میں خچر نہ ہوتے تھے عجم سے یہ پہلا خچر عرب میں آیا تھا، ۱۲

[2] دراز گوش گدھے کو کہتے ہیں، چونکہ لفظ گدھا نامعقول معنوں میں مستعمل ہوتا ہے، ترجمہ ادب سے مانع ہے، ۱۲

[3] قبیلہ عقیل کے اونٹ عرب میں مشہور تھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہتھیار اور آلات

سردارِ دو جہاں حضور علیہ السلام کے پاس نو تلواریں تھیں:

① ...... ان میں سے ایک کا نام ذوالفقار تھا جو غزوۂ بدر میں بنی الحجاج کے مال غنیمت سے دستیاب ہوئی تھی۔ ایک مرتبہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواب دیکھا کہ اس کے دونوں جانب کچھ دندانے پڑ گئے ہیں آپ نے تعبیر یہ لی کہ مسلمانوں کو ایک گونہ ہزیمت پیش آئے گی چنانچہ غزوۂ احد میں اس کی تعبیر واقع ہوئی۔

تین تلواریں ② ...... قلعی ③ ...... بتار ④ ...... حتف: بنی قینقاع (ایک یہودی قبیلہ) سے مال غنیمت میں دستیاب ہوئی تھیں، اور دو تلواریں ⑤ ...... مجذم اور ⑥ ...... رسوب تھیں ⑦ ...... ایک تلوار جو والد ماجد سے میراث میں پائی تھی۔[1]

⑧ ...... اور ایک تلوار عضب نامی تھی جو سعد بن عبادہؓ نے پیش فرمائی تھی۔

⑨ ...... اور ایک تلوار قضیب تھی، یہ سب سے پہلی تلوار ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حمائل فرمائی۔

* ...... ذات اقدس کے قبضہ میں چار نیزے تھے جن میں سے ایک کا نام منثنیٰ تھا اور بقیہ تین نیزے بنی قینقاع سے غنیمت میں دستیاب ہوئے تھے۔

* ...... ایک چھوٹا نیزہ (عنزہ) تھا جو عیدین میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے (بغرض سترہ) کھڑا کیا جاتا تھا۔

* ...... ایک لاٹھی سر کج (یعنی مڑی ہوئی موٹھ) کی ایک ہاتھ لمبی تھی۔

---

[1] اس تلوار کا نام بکری یا ماثور تھا۔ احقر العباد محمد عابد قریشی عفی عنہ

* ......ایک نیم عصا تھا جس کو ''عرجون'' کہا جاتا تھا، اور ایک پتلی چھڑی جس کا نام ممشوق لیا جاتا تھا اور پانچ کمان اور ایک ترکش تھا۔

* ......ایک ڈھال تھی جس پر کرگس کی تصویر بنی ہوئی تھی بطور ہدیہ آئی تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھوں کو اس پر رکھ دیا وہ تصویر غائب ہوگئی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تلواروں کا نعل اور قبیعہ چاندی کا تھا۔ نعل[1] اور قبیعہ کے درمیان بھی چند حلقے چاندی کے تھے۔

قبیعہ وہ چیز ہے جو قبضہ تلوار کے قریب چاندی وغیرہ سے بنائی جاتی ہے اور اسی طرح نعل وہ چیز ہے جو تلوار کی باریک جانب میں چاندی وغیرہ سے بنائے جاتے ہیں۔

* ...... دو زرہیں تھیں جو بنی قینقاع کے ہتھیاروں سے دستیاب ہوئی تھیں، ایک کا نام سعدیہ اور دوسری کا فضہ تھا اور ایک زرہ جو غزوۂ حنین میں پہنی تھی اس کا نام ذات الفضول تھا۔

اور ایک روایت کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک زرہ حضرت داؤد علیہ السلام کی (جو انہوں نے جالوت کے قتل کے وقت پہنی تھی) بھی موجود تھی۔

* ......ایک خود تھا جس کا نام ذوالسبوغ لیا جاتا تھا۔

* ......ایک پٹکا چمڑے کا تھا جس میں تین کڑے چاندی کے پڑے ہوئے تھے

* ......جھنڈا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سفید رنگ کا تھا۔

---

[1] تلوار کے قبضہ کی دونوں جانب کو روکنے کے لیے دو ابھرے ہوئے حصے ہوتے ہیں، اوپر کے حصہ کو نعل اور نیچے کے حصہ کو قبیعہ کہتے ہیں، اور اردو میں ان کا نام مہتال اور تہتال ہے یہ حصے چاندی سونے وغیرہ سے جڑے ہوتے ہیں، ۱۲

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ترکہ

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وفات پائی حسب ذیل اشیاء چھوڑیں:

دو عدد حبرہ (حبرہ یمنی چادر کو کہتے ہیں) اور تہبند، دو کپڑے صحاری، ایک کرتا صحاری، ایک کرتا سحولی[1]، ایک جبہ یمنی، ایک منقش چادر، تین چار کوفیہ یعنی چھوٹی پست ٹوپیاں اور ایک لحاف ورس[2] کا رنگا ہوا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک چمڑے کی تھیلی تھی جس میں آئینہ، ہاتھی دانت کا کنگھا، سرمہ دانی، قینچی اور مسواک رکھا کرتے تھے۔

بچھونا حضور علیہ السلام کا چمڑے کا تھا جس میں کھجور کے درخت کا گودا بھرا ہوا تھا۔

ایک پیالہ تھا جس میں تین پترے چاندی کے لگے ہوئے تھے، اور ایک پیالہ پتھر کا تھا اور ایک برتن کانسی کا تھا جس میں مہندی اور وسمہ بناتے تھے اور اس کو سر اقدس پر رکھ لیتے تھے، جس سے مہندی اور وسمہ جلد رنگ چھوڑ دیتے تھے اور ایک کانچ کا پیالہ بھی تھا اور ایک برتن کانسی[3] کا غسل کے لیے تھا اور ایک بادیا تھا۔[4] اور ایک پیمانہ بھی تھا، اور ایک (برتن) چوتھائی صاع کا جس سے صدقہ فطر ناپ کر دیا کرتے تھے۔

ایک انگوٹھی چاندی کی تھی جس کا نگینہ بھی چاندی ہی کا تھا اور جس پر محمد رسول اللہ کندہ

---

[1] سحول یمن کے علاقہ میں ایک مقام ہے، ۱۲

[2] ورس: ایک یمنی گھاس ہے جس سے کپڑے رنگے جاتے ہیں، ۱۲

[3] اصل کتاب میں آوند کا لفظ ہے جس کے معنی برتن کے ہیں، بالٹی یا ٹب کے مثل بڑا تھا، ۱۲

[4] بادیا: بڑے پیالے کو کہتے ہیں، ۱۲

تھا۔ایک روایت کے مطابق انگوٹھی لوہے کی تھی اور نگینہ چاندی سے جوڑا گیا تھا۔

نجاشی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے دو موزے سادہ پیش کیے تھے حضور علیہ السلام ان کو استعمال فرماتے تھے۔حضور علیہ السلام کے پاس سیاہ کمبل تھا اور ایک عمامہ یعنی دوپٹہ تھا جس کا نام سحاب لیا جاتا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس علاوہ استعمالی کپڑوں کے دو اور کپڑے بھی تھے جو نماز جمعہ میں استعمال فرماتے تھے۔

ایک رومال تھا جس سے وضو کے بعد روئے انور (چہرۂ انوار) پونچھتے تھے۔

معجزات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(۱)......آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات میں سب سے بڑا معجزہ قرآن مجید ہے،کوئی شخص قرآن کی ایک سورۃ کے مصداق لانے پر قادر نہیں ،جس میں صحیح حالات گزشتہ اور آئندہ کے بیان کیے گئے ہیں۔

(۲)......ایک شقّ صدر کا معجزہ ہے جس میں ملائکہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بچپنے کے زمانہ میں سینۂ مبارک کو شق کر کے ایمان اور علم سے مالا مال کی۔

(۳)......ایک معجزہ[۱] معراج کا ہے کہ جب آپ علیہ السلام نے معراج اور بیت المقدس تشریف لے جانے کو ظاہر فرمایا تو کفار نے تکذیب کی،اور بیت المقدس کے بعض ان مقامات سے متعلق استفسار یعنی سوال کیا جن پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے توجہ نہ فرمائی تھی،اللہ تعالی نے بیت المقدس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر منکشف فرمادیا اور جو کچھ وہ سوال کرتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحیح صحیح اظہار فرماتے تھے۔

---

[۱] اصل کتاب میں لفظ اسریٰ ذکر کیا ہے جس کے معنی رات کو راستہ چلنے کے ہیں،چونکہ معراج میں رات ہی کو راستہ طے کیا گیا تھا اس لیے معراج ترجمہ کیا گیا،۱۲

④......ایک معجزہ شق القمر ہے[1]۔

⑤......ایک معجزہ یہ ہے کہ قریش نے آپس میں عہد کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شہید کردیں لیکن جس وقت حضور علیہ السلام برآمد ہوئے سب کی نظریں جھینپ گئیں اور گردنیں جھک گئیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آگے تشریف لائے اور ان کے سر پر کھڑے ہوکر ایک مٹھی خاک کی اٹھائی اور شاھت الوجوہ[2] فرما کر پھینک دی جس جس شخص پر ان سنگریزوں کا اثر پہنچا وہ غزوۂ بدر میں ہلاک ہوا۔

⑥......اور ایک معجزہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوۂ حنین میں ایک مٹھی خاک دشمنوں پر پھینک دی اللہ تعالیٰ نے دشمنوں کو ہزیمت نصیب فرمائی۔

⑦......ایک معجزہ یہ ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غار[3] میں جا کر چھپے تو مکڑی نے غار کے منہ پر جالا تن دیا جس سے یہ معلوم ہوا کہ غار کے اندر کوئی نہیں ہے۔

⑧......ایک معجزہ یہ ہے کہ ہجرت کے وقت سراقہ بن مالک نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تعاقب کرنا چاہا تو اس کے گھوڑے کے پاؤں سخت زمین میں دھنس گئے

⑨...... ایک معجزہ یہ ہے کہ ہرنی کا ایک بچہ جو ابھی تک جوان نہیں ہوا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پشت پر دست مبارک پھیرنے سے دودھ دینے لگا۔

⑩......ایسے ہی ام معبد کی بکری نے دودھ دیا حالانکہ وہ دودھ دینے کے قابل نہ تھی

---

[1] ایک مرتبہ کفار نے رات کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے معجزہ طلب کیا تو آپ نے انگشت شہادت سے اشارہ فرمایا چاند کے بیچ سے دو حصے ہو گئے، ۱۲

[2] معنی اس کے یہ ہیں بگڑ گئے چہرے، ۱۲

[3] مراد غار حرا ہے جس میں ہجرت کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قیام فرمایا تھا، ۱۲

(۱۱)...... ایک معجزہ یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے دعا فرمائی کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ اسلام لے آئیں اور رونق اسلام بنیں، چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

(۱۲)...... ایک معجزہ یہ ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی چشم مبارک آشوب کر رہی تھیں، آپ ﷺ نے لعاب دہن مبارک ان کی آنکھ میں ڈال دیا اور دعا کی کہ اللہ تعالیٰ سردی اور گرمی کا اثر ان کی آنکھ سے دور کرے فوراً شفا پائی اور پھر کبھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کو آشوبِ چشم کی تکلیف پیش نہیں آئی۔

(۱۳)...... ایک معجزہ یہ ہے کہ قتادہ ابن النعمان کی آنکھ میں زخم پہنچا اور آنکھ نکل کر رخسار پر آ گئی آنحضرت ﷺ نے اس آنکھ کو اس کی جگہ پر رکھ دیا اور وہ آنکھ دوسری آنکھ سے زیادہ خوبصورت اور روشن بن گئی۔

(۱۴)...... ایک معجزہ یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے لیے دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ ان کو بہترین قرآن دانی اور فہم دین عطا فرمائے پس یہ بات ان کو حاصل ہوگئی۔

(۱۵)...... ایک معجزہ یہ ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی کھجوروں کے لیے جو نہایت قلیل مقدار میں تھیں برکت کی دعا فرمائی چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے مہمانوں کی خاطر مدارات کی (پھر بھی کھجور) تیرہ وسق باقی رہ گئیں۔

(۱۶)...... ایک معجزہ یہ ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا اونٹ جو سب سے پیچھے رہتا تھا آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا سے سب سے آگے چلنے لگا۔

(۱۷)...... ایک معجزہ یہ ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے لیے طویل عمر اور کثرت مال و اولاد کی دعا فرمائی چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

(۱۸) ...... ایک معجزہ یہ ہے کہ بارش کے لیے دعا فرمائی اور برابر ایک ہفتہ بارش[۱] ہوتی رہی، پھر رفع بارش کے لیے دعا فرمائی فوراً بارش[۲] موقوف ہوگئی۔

(۱۹) ...... ایک معجزہ یہ ہے کہ عتبہ بن ابی لہب کی ہلاکت کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا فرمائی اس کو مقام زرقاء علاقہ شام میں شیر نے ہلاک کردیا۔

(۲۰) ...... ایک معجزہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یک اعرابی کو دعوت اسلام دی، اعرابی نے کہا جو کچھ آپ فرماتے ہیں اس پر کوئی گواہ بھی ہے؟ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ہاں! یہ درخت گواہ ہے، پس درخت کو بلایا، درخت سامنے آیا اور تین مرتبہ گواہی دے کر واپس چلا گیا۔

(۲۱) ...... ایک معجزہ یہ ہے کہ دو درختوں کو آپ نے حکم دیا کہ اکٹھے ہوجائیں پس جمع ہوگئے۔

(۲۲) ...... ایک معجزہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ قضائے حاجت کی ضرورت ہوئی آپ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ کھجور کے چند درختوں سے کہہ دو کہ وہ جمع ہوجائیں انہوں نے درختوں سے جاکر کہا تو وہ جمع ہوگئے اور جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قضائے حاجت سے فارغ ہوگئے تو فرمایا کہ ان درختوں سے کہہ دو اپنی جگہ پر واپس چلے جائیں چنانچہ درخت اپنی اپنی جگہ واپس چلے گئے۔

(۲۳) ...... ایک معجزہ یہ ہے کہ حضور علیہ السلام آرام فرما تھے کہ ایک درخت زمین کو چیرتا پھاڑتا حضور علیہ السلام کے قریب آکر کھڑا ہوگیا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیدار ہوئے

---

[۱] جمعہ کے خطبے میں دعا فرمائی تھی اور اس وقت بمقدار کفِ دست بھی ابر آسمان پر موجود نہ تھا، ۱۲

[۲] حالانکہ ایک ہتھیلی کے برابر آسمان نظر نہ آتا تھا، ۱۲

اصحاب رضی اللہ عنہم نے واقعہ عرض خدمت کیا، ارشاد فرمایا: اس درخت نے اللہ تعالیٰ سے میرے سلام کی اجازت چاہی تھی اور اللہ تعالیٰ نے اجازت عطا فرمادی تھی۔

(٢٤)...... ایک معجزہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عطائے نبوت کی شب میں پتھروں اور درختوں نے السّلام علیك یا رسول اللّٰہ کہہ کر حضور علیہ السلام پر سلام بھیجا۔

(٢٥)...... ایک معجزہ یہ ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبہ کے لیے جب ایک منبر بنا دیا گیا تو جس ستون [1] سے آپ تکیہ لگا کر پہلے خطبہ دیا کرتے تھے اس ستون سے گریہ وبکاء کی آواز سنی گئی۔

(٢٦)...... ایک معجزہ یہ ہے کہ کنکریوں نے آپ کے دست مبارک میں تسبیح پڑھی اور کھانے نے بھی تسبیح پڑھی۔

(٢٧)...... ایک معجزہ یہ ہے کہ کفار نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ایک بکری کے گوشت میں زہر ملایا، اس گوشت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو زہر کی خبر دی۔

(٢٨)...... ایک معجزہ یہ ہے کہ ایک اونٹ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی کہ اس کے مالک اس کو گھاس کم دیتے ہیں اور کام زیادہ لیتے ہیں۔

(٢٩)...... ایک معجزہ یہ ہے کہ ایک ہرنی نے جو مقید تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ مجھ کو آزاد کر دیں، میں بچہ کو دودھ پلا کر واپس آجاؤں گی، حضور علیہ السلام نے اس کو آزاد کر دیا، اس نے کلمہ شہادت پڑھا:

أشهد أن لّا إله إلّا اللّٰه وأشهد أنّ مُحمّدًا رّسول اللّٰه

---

[1] یہ ستون کھجور کے تنہ کا تھا اور اس کا نام حنانہ تھا، حنانہ گریہ وزاری کرنے والے کو کہتے ہیں، اور یہ نام بھی اسی صفت کی وجہ سے تھا ١٢

(۳۰) ......ایک معجزہ یہ ہے کہ غزوۂ بدر میں آپؐ نے خبر دی کہ فلاں کافر اس جگہ مارا جائے گا اور فلاں اس جگہ، پس کوئی شخص معینہ جگہ سے متجاوز نہ ہوا اور اسی جگہ مارا گیا۔

(۳۱) ......ایک معجزہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر دی کہ ایک جماعت حضور علیہ السلام کی امت میں سے دریا میں کفار سے جنگ کرے گی اور ام حرام اسی جماعت میں ہوں گی، چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

(۳۲) ...... ایک معجزہ یہ ہے کہ آپ نے خبر دی کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو سخت بلا و آزمائش پیش آئے گی، چنانچہ ایسا ہی ہوا، اسی بلا میں شہید ہوئے۔

(۳۳) ......ایک معجزہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انصار کو فرمایا کہ میرے بعد تم کو یہ چیز پیش آئے گی کہ دوسرے لوگوں کو تم پر ترجیح دیں گے چنانچہ یہ صورت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں پیش آئی۔

(۳۴) ......ایک معجزہ یہ ہے کہ حضور علیہ السلام نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے حق میں فرمایا کہ یہ میرا بچہ سید ہے اور عنقریب وہ دو مسلمان جماعتوں میں صلح کرائے گا، چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

(۳۵) ......ایک معجزہ یہ ہے کہ جس رات اسود عنسی کذاب (مدعی نبوت) صنعاء شہر میں (جو یمن کے علاقے میں ہے) مارا گیا تو حضور علیہ السلام نے اس کے قتل اور اس کے قاتل کی صحیح اطلاع دی۔

(۳۶) ......ایک معجزہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ثابت بن قیس کے لیے فرمایا: یعیش حمیدا ویقتل شھیدا یعنی زندگی عیش سے گزاریں گے اور شہید مارے جائیں گے، چنانچہ جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔

(۳۷) ......ایک معجزہ یہ ہے کہ ایک شخص مرتد ہو گیا اور کفار میں مل گیا، حضور علیہ السلام

کو اس کے انتقال کی خبر پہنچی، ارشاد فرمایا: زمین اس کو قبول نہ کرے گی چنانچہ ہر دفع اس کو دفن کرتے تھے اور زمین اس کو باہر ڈال دیتی تھی۔

(۳۸) ...... ایک معجزہ یہ ہے کہ ایک شخص بائیں ہاتھ سے کھانا کھا رہا تھا، حضور علیہ السلام نے فرمایا: داہنے ہاتھ سے کھاؤ۔ اس نے بہانہ[1] کیا کہ میں داہنے ہاتھ سے نہیں کھا سکتا۔ آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: تجھ کو توفیق ہی نہ ہو، اس کے بعد وہ اپنا داہنا ہاتھ منہ تک نہ لے جا سکا۔

(۳۹) ...... ایک معجزہ یہ ہے کہ فتح مکہ کے دن جس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد الحرام میں داخل ہوئے، ان بتوں پر کہ جو حوالی کعبہ میں معلق تھے ایک لکڑی سے جو دست اقدس میں تھی اشارہ کرتے جاتے تھے اور زبان مبارک سے جاء الحق وزھق الباطل[2] فرماتے جاتے تھے اور وہ بت گرتے جاتے تھے۔

(۴۰) ...... ایک معجزہ مازن بن عضوبہ کا واقعہ ہے جس کا قصہ اس طرح پر ہے کہ اس نے ایک بت کے اندر سے چند کلمات سنے جن کا ترجمہ یہ ہے:

(اے قبیلہ مازن سنو کہ تم خوش ہو گے ایک بڑی خیر ظاہر ہوئی اور بڑا شر چھپ گیا، قبیلہ مضر سے ایک نبی اللہ کا دین لے کر مبعوث ہوئے، پس تم کو چاہیے کہ گھڑے ہوئے پتھروں (بتوں) کو چھوڑ دو تا کہ جہنم کی آگ سے محفوظ رہو) اور دوسری مرتبہ کلمات سنے (میری سنو، میری سنو، تم ایسی خبر سنو گے جس سے جاہل رہنا مناسب نہیں یہ ایک نبی مرسل ہیں جو وحی منزل لے کر آئیں ہیں، تم ان پر ایمان لاؤ، تا کہ تم بھڑکنے والی آگ سے بچے رہو، جس کے

---

[1] یعنی عذر کیا کے میرے داہنے ہاتھ میں کچھ تکلیف وغیرہ ہے ۱۲

[2] یعنی حق آیا اور باطل دور ہو گیا ۱۲

انگارے پتھروں کے ہیں) اس واقعہ سے اسلام لانے پر مجبور ہو گئے۔

(۴۱) ......ایک معجزہ سواد بن قارب کا قصہ ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ یہ شخص زمانہ جاہلیت میں [1] کاہن تھا، اور واقعات مستقبلہ کی جنات اس کو اطلاع دیا کرتے تھے، ایک جن تین رات برابر حضور علیہ السلام کی نبوت کی خبر دیتا رہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اتباع ضروری ہے اس خبر کے موافق وہ حضور علیہ السلام کی خدمت میں آ کر مسلمان ہوئے۔

(۴۲) ......ایک معجزہ یہ ہے کہ ایک سوسمار [2] نے حضور علیہ السلام کی نبوت کی گواہی دی۔

(۴۳) ......ایک معجزہ یہ ہے کہ غزوۂ خندق میں ایک صاع جو سے ہزار آدمیوں کو خوب پیٹ بھر کر کھانا کھلا دیا اور کھانا پہلی اصلی مقدار سے زیادہ بچ رہا۔

(۴۴) ......ایک معجزہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ رسد ختم ہو گئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو کچھ رسد باقی تھی اس کو جمع فرمایا اور اس میں برکت کی دعا فرمائی اور اس کو لشکر میں تقسیم فرمایا تمام لشکر کو کافی ہو گئی۔

(۴۵) ......ایک معجزہ یہ ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ایک مٹھی کھجوریں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لے کر حاضر ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! ان کھجوروں میں برکت کی دعا فرمایئے۔ آپ علیہ السلام نے دعا فرمائی، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ان کو ایک تھیلی میں رکھ دیا جس قدر میں ان میں سے خرچ کرتا تھا ختم نہیں ہوتی تھیں، بہت سی مقدار راہ خدا میں خرچ کی اور ہمیشہ اسی میں سے خود کھاتا اور دوسروں کو کھلاتا تھا، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت تک یہ برکت

---

[1] کاہن، جادوگر، نجومی، غیب کی باتوں کا بتانے والا ۱۲

[2] سوسمار گوہ اور نیولے کو کہتے ہیں۔ ۱۲

موجود رہی، [1] آپ رضی اللہ عنہ کے بعد جاتی رہی۔

(٤٦)...... ایک معجزہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہل صفہ [2] کی ایک پیالہ ثرید [3] سے دعوت کی، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے کہ میں بار بار سامنے آتا تھا کہ مجھ کو بھی بلا لیں، جب وہ جماعت رخصت ہوگئی تو اس پیالے میں کچھ باقی نہیں تھا البتہ کچھ کناروں پر لگا ہوا رہ گیا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو جمع فرمایا تو وہ اک لقمہ ہوا، اس کو انگشتان مبارک پر رکھ کر فرمایا کہ خدا کے نام کی برکت سے کھاؤ، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم میں اس سے سیر ہوگیا۔

(٤٧)...... ایک معجزہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگشتان مبارک سے پانی کا چشمہ جاری ہوگیا، چودہ سو آدمیوں نے وہ پانی پیا اور اس سے وضو وغیرہ کیا۔

(٤٨)...... ایک معجزہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک پیالہ لایا گیا جس میں کسی قدر پانی تھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چاہا کہ اس میں انگشتان مبارک ڈالیں لیکن اس پیالہ میں نہ سما سکیں پس چار انگلیاں اس میں رکھ کر اصحاب کو بلایا، چنانچہ ستر اسّی آدمیوں نے وضو کر لیا۔

---

[1] اس تھیلی کے متعلق خود حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا ایک شعر ہے جو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے وقت فرمایا: للناس هم ولی همان * فقد الجراب وقتل الشيخ عثمان
یعنی آج سب لوگوں کو ایک غم ہے اور مجھے دو غم ایک تھیلی کا گم ہونا، دوسرے عثمان غنی کا قتل۔
اس سے معلوم ہوتا ہے یہ تھیلی خود ہی گم ہوگئی تھی نہ کے اس کی برکت ختم ہوگئی واللہ اعلم ١٢

[2] اہل صفہ غریب مسلمانوں کی وہ جماعت ہے، جو مسجد نبوی میں مقیم تھی اور جن کے پاس رہنے کے لیے مکانات نہ تھے ١٢

[3] ثرید عربی زبان میں شوربے میں نان بھیگے ہوئے ٹکروں کو کہتے ہیں ١٢

(۴۹)......ایک معجزہ یہ ہے کہ غزوۂ تبوک میں تیس ہزار آدمیوں کا لشکر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ تھا اور پیاس کی شکایت حضور کی خدمت میں کی، حضور علیہ السلام کا گزر اس قدر پانی پر ہوا جو ایک شخص کے لیے کافی ہوسکتا تھا، آپ نے ترکش سے ایک تیر مرحمت فرمایا اور حکم دیا کہ اس تیر کو اس پانی میں ڈال کر ہلائیں جلائیں، پانی نے ہلانے جلانے سے اس قدر جوش مارا کہ تیس ہزار آدمیوں کا لشکر سیراب ہوگیا۔

(۵۰)......ایک معجزہ یہ ہے کہ ایک قوم نے حضور علیہ السلام کی خدمت میں آکر شکایت کی کہ پانی ان کے کنویں کا کھاری ہے، آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اصحاب کی جماعت کے ساتھ اس کنویں پر تشریف لے گئے اور کنویں پر کھڑے ہوکر لعاب مبارک اس کنویں میں ڈال دیا اس کنویں سے آب شیریں اس قدر جاری ہوا کہ جس قدر نکالا جاتا تھا کم نہ ہوتا تھا۔

(۵۱)......ایک معجزہ یہ ہے کہ ایک عورت اپنے خورد سال بچہ کو جو گنجا تھا لے کر حاضر خدمت ہوئی آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے سر پر ہاتھ پھیر دیا، اس کا سر درست ہوگیا اور اس کی بیماری جاتی رہی، اہل یمامہ نے یہ واقعہ سنا تو ان میں سے ایک عورت اپنے (تندرست) بچے کو لے کر مسیلمہ کذاب[۱] کے پاس پہنچی اس نے اس کے سر پر ہاتھ پھیر دیا تو وہ گنجا ہوگیا اور یہ بیماری اس کی نسل میں باقی رہی۔

(۵۲)......ایک معجزہ یہ ہے کہ حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ کی تلوار غزوۂ بدر میں ٹوٹ گئی حضور علیہ السلام نے ایک لکڑی ان کو عطا فرمادی وہ لکڑی تلوار بن گئی اور ان کے پاس رہی۔

(۵۳)......ایک معجزہ یہ ہے کہ غزوۂ خندق میں ایک سخت پتھروں کی چٹان خندق

---

[۱] مسیلمہ عرب میں تھا جس نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں دعویٰ نبوت کیا تھا ۱۲

کھودتے ہوئے برآمد ہوئی، صحابہ رضی اللہ عنہم نے ہر چند کوشش کی اور کدالیں چلائیں مگر وہ ٹوٹ نہ سکی دست مبارک کے ایک ہی وار سے پاش پاش ہوگئی۔

(۵۴)...... ایک معجزہ یہ ہے کہ حضرت ابی رافع رضی اللہ عنہ کا پاؤں ٹوٹا ہوا تھا آپ ﷺ نے اس پر دست مبارک پھیر دیا، ان کا پاؤں درست ہوگیا اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ کبھی اس میں کوئی عیب ہی نہ تھا۔

معجزات حضور سرور کائنات ﷺ کے اس قدر ہیں کہ وہ کتاب یا کسی دفتر میں سمانے کی گنجائش نہیں رکھتے۔

ذکر وفات شریف:...... بارھویں ربیع الاول پیر کے دن دوپہر کے وقت تریسٹھ سال کی عمر میں آفتاب رسالت غروب ہوگیا۔ (اِنَّا لِلّٰه وَاِنَّا اِلَيه رَاجِعُون)

اس کے علاوہ اور بھی روایات ہیں (جن میں دوسری تاریخوں کا ذکر ہے) آپ علیہ السلام چودہ روز بیمار رہے اور وفات کے تیسرے روز چہارشنبہ (بدھ) کو مدفون فرمائے گئے۔

نزع مبارک کے وقت آنحضرت ﷺ کے پاس ایک پانی کا پیالہ تھا، اس میں دست مبارک ڈال ڈال کر روئے انور تر فرمارہے تھے اور زبان مبارک سے فرماتے جاتے تھے:

اَللّٰهُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی سَكَرَاتِ الْمَوْتِ (اے اللہ موت کی مشقت پر میری امداد فرما)

اور جب روح مبارک مقبوض ہوگئی حاضرین نے جسمِ مبارک کو یمنی چادر سے ڈھانپ دیا۔ ایک روایت کے مطابق چادر فرشتوں نے ڈالی تھی۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ اس موقع پر بعض اصحاب انتہائی غم کی

وجہ سے اس قدر بے خود تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کا یقین ہی نہ آتا تھا، اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ گونگے ہو گئے، اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ دم بخود کھڑے رہ گئے، جملہ اصحاب میں سے کوئی شخص حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے زیادہ ثابت قدم نہیں رہا۔

وفات کے بعد لوگوں نے حجرۂ مبارک کے دروازے سے ایک آواز سنی کہ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غسل نہ دیا جائے، اس لیے کہ آپ طاہر ہیں اور مطہر ہیں) اس کے بعد آواز آئی کہ (حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غسل ضرور دیا جائے اور پہلی آواز شیطان رجیم نے دی تھی اور میں خضر ہوں) اور خضر علیہ السلام نے اصحاب سے تعزیت ان الفاظ سے کی:

اِنَّ فِیْ خَلْقِ اللّٰهِ عَزَاءً مِنْ كُلِّ مُصِيْبَةٍ وَّخَلَفًا مِّنْ كُلِّ هَالِكٍ وَ دَرَكًا مِّنْ كُلِّ فَائِتٍ فَبِاللّٰهِ فَثِقُوْا وَ اِلَيْهِ فَارْجِعُوْا فَاِنَّ الْمُصَابَ مَنْ حُرِمَ الثَّوَابَ۔

ترجمہ: ...... اللہ تعالیٰ ہر مصیبت کا دلاسا ہیں اور ہر مرنے والے (کی کمی پوری کرنے والے یعنی اس) کا عوض اور بدلہ ہیں خدا پر بھروسہ کرو اور اسی کی طرف رجوع کرو اور حقیقت میں مصیبت زدہ وہ شخص ہے جو ثواب سے محروم ہو جائے۔

اصحاب کرام رضی اللہ عنہم میں اس بات پر اختلاف ہوا کہ آیا حضور علیہ السلام کو جسم مبارک کے کپڑوں میں ہی غسل دیا جائے یا ان کپڑوں کو نکال دیا جائے خدائے برتر نے ان پر نیند کا غلبہ فرما دیا اور کہنے والے نے (جس کو انہوں نے نہیں پہچانا کہ وہ کون تھا) کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کے پہنے ہوئے کپڑوں میں ہی غسل دیا جائے، اس کے بعد سب بیدار ہو گئے اور ایسا ہی کیا گیا۔

حضور علیہ السلام کے غسل کے متولی اور ذمہ دار حضرت علی کرم اللہ وجہہ، حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور ان کے دو فرزند یعنی حضرت فضل اور قثم رضی اللہ عنہما اور حضور علیہ السلام کے دو غلام شقران اور اسامہ رضی اللہ عنہما تھے، البتہ اوس انصاری رضی اللہ عنہ بھی وہاں موجود تھے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے جس وقت شکم انور پر ہاتھ پھیرا تو کوئی چیز خارج نہ ہوئی، اس وقت فرمایا: صَلَّى اللّٰهُ عَلَيَّ لَقَدْ طِبْتَ حَيًّا وَّ مَيِّتًا یعنی آپ پر اللہ کی رحمت کہ آپ موت اور زندگی (دونوں حالتوں) میں پاک وصاف ہیں۔

جسد انور کو تین سحولی (جو علاقہ یمن میں ایک گاؤں ہے) چادروں میں کفنایا گیا، جس میں کفنی اور عمامہ نہ تھا اور کوئی کپڑا سلا ہوا نہ تھا۔

نماز باجماعت ادا نہ کی گئی بلکہ تنہا تنہا[1] ہر شخص نے ادا کی۔

قبر مبارک میں سرخ چادر[2] حضرت شقران رضی اللہ عنہ نے بچھائی جس کو حضور علیہ السلام حیات مبارک میں اوڑھا کرتے تھے۔

حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (کی تدفین) کے لیے لحد کھودی گئی جس کو نو عدد خام (کچی) اینٹوں سے پاٹا گیا۔

لحد اور شق کھودنے کے معاملہ میں صحابہ رضی اللہ عنہم میں اختلاف تھا کوئی شق کے اور کوئی بغلی کے لیے کہتا تھا، آخر اس پر اتفاق ہوگیا کہ پہلے جو شخص بھی یعنی شق بنانے والا یا بغلی کھودنے والا آجائے وہی بنائی جائے، چنانچہ پہلے بغلی کھودنے والا آپہنچا اور قبر مبارک بغلی ہی کھودی گئی۔

---

[1] یہ بھی خصوصیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تھی، اس لیے کوئی شخص اپنے کو امامت کا اہل تصور نہ کرتا ۱۲

[2] اصل کتاب میں لفظ قطیفہ ہے جس کے معنے موٹی چادر کے لکھے ہیں ۱۲ اصح السیر، صفحہ: ۵۵ جلد اول

قبر مبارک حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرۂ مبارک میں بنائی گئی۔
حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما بھی یہیں سپرد خاک ہیں۔

وصل اللہ تعالی علی سیدنا محمد واٰلہ واصحابہ وسلم

عاقل کی التجا ہے فنافی الرسول ہوں[1]
اے بحر فیض لے خبر اپنے حباب کی
یارب ہو خاتمہ مرا حضرت کے نام پر
بس یہ اخیر فصل ہے میری کتاب کی

[1] یہ دونوں شعر حضرت محسن کاکوروی کے ہیں۔

اے پروردگار عالم! اس کتاب کی طباعت واشاعت میں ہر سطح پر ہر قسم کے تعاون کرنے والوں کو اپنی شایانِ شان اجر عظیم و بہتر بدلہ نصیب فرما، دارین کی ابدی و سرمدی کامیابی اور اپنی رضا نصیب فرما اور اس کتاب کا نفع عام فرما، مؤلف و ناشر اور اس ناچیز کی اس خدمت کو مزید قبولیت کا درجہ وترقی عطا فرما کر ہمارے کے لیے صدقہ جاریہ و ذخیرۂ آخرت بنادے (آمین)

تصحیح وتزئین : احقر العباد محمد عابد قریشی غفر اللہ لہ ولوالدیہ ولاساتذتہ

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی

معیاری اور ارزاں

مکتبہ دارالاشاعت کراچی کی مطبوعہ چند درسی کتب

کتاب	مصنف
عربی زبان کا آسان قاعدہ (ابتدائی قواعد)	مولانا مشتاق احمد چرتھاولیؒ
علم الصرف اوّل، دوم (قواعد عربی صرف)	مولانا مشتاق احمد چرتھاولیؒ
علم الصرف سوم، چہارم (قواعد عربی صرف)	مولانا مشتاق احمد چرتھاولیؒ
عوامل النحو مع ترکیب	مولانا مشتاق احمد چرتھاولیؒ
عربی گفتگو نامہ (عربی بول چال)	مولانا مشتاق احمد چرتھاولیؒ
عربی صفوۃ المصادر	مولانا مشتاق احمد چرتھاولیؒ
روضۃ الادب	مولانا مشتاق احمد چرتھاولیؒ
فارسی زبان کا آسان قاعدہ	مولانا مشتاق احمد چرتھاولیؒ
فارسی بول چال (مع رہبر فارسی)	مولانا مشتاق احمد چرتھاولیؒ
عزیز المبتدی اردو ترجمہ میزان الصرف ومنشعب	محمد عزیز اللہ غوری
مفید الطالبین عربی	مولانا محمد احسن نانوتویؒ
کتاب الصرف	مولانا عبدالرحمٰن امرتسری
کتاب النحو	مولانا عبدالرحمٰن امرتسری
مفتاح القرآن اوّل تا چہارم (جدید کتابت)	مولانا محفوظ الرحمٰن نامی
النحو الواضح للمدارس الابتدائیہ اوّل، دوم، سوم	علی جارم، مصطفیٰ امین
النحو الواضح للمدارس الثانویہ اوّل، دوم	
دروس اللغۃ العربیۃ لغیر الناطقین بہا	الدکتور ف عبدالرحیم
تیسیر المنطق اوّل، دوم، سوم	مولانا حافظ عبداللہ حاشیہ قدیمہ مولانا اشرف علی تھانویؒ
جمال القرآن مع حاشیہ زینت الفرقان	حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ
فوائد مکیہ	مولانا قاری عبدالرحمٰن مکیؒ حاشیہ علامہ قاری ابن ضیاء
گلستان فارسی محشی	شیخ سعدیؒ حاشیہ قاضی سجاد حسین صاحب
بوستان فارسی محشی	شیخ سعدیؒ حاشیہ قاضی سجاد حسین صاحب
عربی کا معلّم اوّل تا چہارم	مولانا عبدالستار خان صاحب

محبوبِ کائنات سید الاولین والآخرین کی محبت جزو ایمان ہے آپ ﷺ کے حالاتِ طیبات، اخلاق و عادات اور سوانح عمری سے غافل رہ کر کوئی شخص مسلمان کہلانے کا مستحق نہیں۔ ہر زمانے، ملک و زبان میں سیرتِ رسولؐ پر مختلف کتب اختصار و تفصیل سے لکھی گئی ہیں۔

زیرِ نظر "سیرۃ الرسول ﷺ" قطب عالم، مجدد وقت، محدث الہند حضرت شاہ ولی اللہؒ کے فارسی رسالے "سرور المحزون" کا ترجمہ ہے جس میں مسلمان مرد و عورت، بچوں اور بوڑھوں کو اپنے رسول مقبول ﷺ کی سیرۃ طیبہ سے روشناس کرایا گیا ہے اختصار کے ساتھ جامعیت کا یہ حال ہے کہ کوئی ضروری واقعہ چھوڑا نہیں گیا۔ مدارس میں یہ شامل نصاب ہے ضرورت ہے کہ تمام اسکولوں میں بھی اسے شامل نصاب کیا جائے۔

ترجمہ کی خصوصیات:

۱۔ بامحاورہ ترجمہ کے ساتھ پورا اہتمام کیا گیا کہ حضرت شاہ صاحبؒ کے مضمون میں کوئی کمی بیشی نہ ہو۔

۲۔ مختلف لغات اور مقامات وغیرہ کے ناموں کی تشریح کر دی گئی۔

۳۔ واقعہ کے اجمال یا کسی سبب سے غلط فہمی کے اندیشے کی حاشیہ میں وضاحت کر دی گئی اللہ تعالیٰ اسے مقبول و مفید عام اور ہماری نجات کا ذریعہ بنائے۔ آمین

www.darulishaat.com.pk

E-mail : sales@darulishaat.com.pk
ishaat@cyber.net.pk
ishaat@pk.netsolir.com

سیرۃ الرسول

DIU-02407